"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایڈیٹر عبد السمیع خان

اس شمارہ میں

اس کے علاوہ منظومات، طب و صحت — اور بہت کچھ

پبلشر: مبارک احمد خالد؛ پرنٹر: قاضی منیر احمد؛ مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ خالد دار الصدر جنوبی۔ ربوہ؛ رجسٹرڈ نمبر ایل: ۵۸۲۰؛

اداریہ

مظلوموں کا حامی

یہ اس دور کی بات ہے جب مکّہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بُغض و عناد کے شدید طوفان برپا تھے اور کفّارِ قریش حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کے لیے نت نئے منصوبے تراشتے تھے۔ انہی ایّام میں بنی زبید قبیلہ کا ایک شخص کچھ اونٹ مکّہ میں فروخت کرنے کے لیے آیا۔ ابوجہل نے اس کے تین بہترین اونٹ خریدنے کی خواہش ظاہر کی مگر ان کی قیمت بہت کم لگائی۔ جس کے نتیجہ میں تاجر کو سخت نقصان اٹھانا پڑتا تھا۔ دوسری طرف مکّہ کا کوئی دوسرا شخص اپنے سردار ابوجہل کے خوف سے اس کی لگائی ہوئی قیمت سے زیادہ رقم دینے کو تیار نہ تھا۔ تاجر نے مکّہ کے کئی رؤسا سے فریاد رسی کی مگر اس کی کہیں شنوائی نہ ہوئی۔ وہ مظلوم مکّہ کی گلیوں میں یہ دہائی دیتے ہوئے پھرا:۔

"اے قریش کے لوگو! تمہارے ہاں کون تجارتی مال لانے کی ہمّت کرے گا جبکہ تم باہر سے آنے والوں کو لوٹ لیتے ہو؟"

حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اپنے بعض صحابہؓ کے ساتھ مسجد حرام میں تشریف فرما تھے۔ وہ شخص چیخ و پکار کرتے ہوئے حضورؐ کے پاس آ پہنچا۔ حضور نے اُس سے وجہ پوچھی تو اس نے ابوجہل کے ظلم کا سارا واقعہ کہہ سنایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسی کی مقرر کردہ قیمت پر اس سے اونٹ خرید لیے۔ ابوجہل دور بیٹھا ہوا خاموشی سے یہ ماجرا دیکھ رہا تھا۔ حضورؐ اس کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا:۔

"خبردار! جو تم نے پھر کسی کے ساتھ ایسی ظالمانہ حرکت کی ورنہ مَیں تیرے ساتھ سختی سے پیش آؤں گا۔"

ابوجہل پر ایسا رعب طاری ہوا کہ اُس نے کہا میں کبھی آئندہ ایسا نہیں کروں گا۔ جب حضورؐ تشریف لے گئے تو امیہ بن خلف اور دوسرے مشرکین اس کے پاس آکر کہنے لگے کہ آج تُو نے محمدؐ کے سامنے بڑی کمزوری دکھائی۔ لگتا ہے تم ان کی پیروی کرنے والے ہو۔ ابوجہل کہنے لگا بخدا میں کبھی ان کی اتباع نہیں کرونگا مگر مَیں نے دیکھا کہ ان کے دائیں اور بائیں کچھ نیزہ بردار کھڑے ہیں اور مَیں ڈرا کہ اگر مَیں نے محمدؐ کے حکم سے ذرا بھی سرتابی کی تو وہ مجھ پر ٹوٹ پڑیں گے۔

(انساب الاشراف۔ بلاذری۔ جلد اوّل صفحہ ۱۳۰)

حضور نے سچ فرمایا تھا :-

نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ ۔ مجھے رعب اور دبدبہ بخش کر خدا نے میری نصرت کا سامان مہیا کیا ہے ۔ اور یہ رعب کمزوروں کی مدد اور بے کسوں کی دستگیری اور مظلوموں کی داد رسی کے لئے بڑے بڑے محیّر العقول کارنامے سرانجام دیتا تھا ۔

نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

(جناب حافظ فضل الرحمان بشیرؔ)

○

"سرمۂ خاکِ پا عنایت ہو
آگیا ہے غبار آنکھوں میں"

قرب اُن کا نصیب ہو جائے
وصلِ یارِ حبیب ہو جائے
اپنی جنت قریب ہو جائے

ایسا قلبِ صفا عنایت ہو
آگیا ہے غبار آنکھوں میں

آفتِ شب سحر سے ٹل جائے
تیرگی نور میں بدل جائے
زندگی روشنی میں ڈھل جائے

ایسا روشن دِیا عنایت ہو
آگیا ہے غبار آنکھوں میں

زندگی میں غموں کے اندھیرے
ڈال رکھے دُکھوں نے ہیں ڈیرے
ہم تو بے کس غلام ہیں تیرے

دردِ دل کی دوا عنایت ہو
آگیا ہے غبار آنکھوں میں

مسرّتوں کے سُراغ مِل جائیں
قلب و داماں کے چاک سِل جائیں
اشک ٹپکیں تو پھُول کِھل جائیں

ایسا اثرِ دُعا عنایت ہو
آگیا ہے غبار آنکھوں میں

تاج تُو نے سروں پہ پہنائے
جو گدا تھے وہ شاہ کہلائے
مانگتا ہوں مَیں ہاتھ پھیلائے

گوہرِ بے بہا عنایت ہو
آگیا ہے غبار آنکھوں میں

سجدۂ عشق و بندگی کے لیئے
رحمتِ حق کی آگہی کے لیئے
آج شانِ قلندری کے لیئے
نورِ غارِ حرا عنایت ہو
آگیا ہے غبار آنکھوں میں

پندرہ نصائح

(مرسلہ: مکرم منور احمد صاحب ٹیکسلا)

حضرت مصلح موعودؓ نے مجلس خدام الاحمدیہ کے پہلے سالانہ اجتماع (مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۳۸ء) پہ نوجوانوں کو جن بیش بہا اور قیمتی نصائح سے نوازا اُن کا خلاصہ پیشِ خدمت ہے:۔

- احمدیت کے متعلق اپنے دلوں میں جذبۂ احترام پیدا کریں۔
- استقلال کا مادہ پیدا کریں۔
- محنت کی عادت ڈالیں۔
- وسعتِ نظر پیدا کریں اور حالاتِ حاضرہ سے گہری واقفیت حاصل کریں۔
- دیانت کی روح پیدا کی جائے۔
- خدمتِ خلق کے کاموں میں حصہ لیا جائے۔
- سچائی کو اختیار کیا جائے۔
- اپنے مقصود کو ہر وقت اپنے سامنے رکھا جائے۔
- اپنے آپ کو کام کے نتائج کا ذمہ دار قرار دیا جائے۔
- اگر کوئی قصور ہو جائے تو سزا برداشت کرنے کے لیئے تیار رہیں۔
- اِس امر کو سمجھا جائے کہ جو شخص قوم کے لیئے فنا ہوتا ہے وہ فنا نہیں ہوتا اور یہ کہ جب تک قوم زندہ ہے اُس وقت تک ہی حقیقی زندگی باقی ہے۔ پس قومی زندگی کے مقابلہ میں انفرادی قربانی کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔
- صرف اپنی اصلاح نہ کی جائے بلکہ اپنے ماحول کی بھی اصلاح کی جائے۔
- عقل سے کام لیا جائے۔
- اطاعت کا مادہ اپنے اندر پیدا کیا جائے۔
- ہمیشہ یہ خیال رکھا جائے کہ جماعت کا قدم ترقی کی طرف ہی بڑھے۔

جواہر پارے

باطنی آنکھ

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں :-

"ذوالنون مصری ایک باکمال شخص تھا۔ اور اُس کی شہرت باہر دُور دُور پہنچی ہوئی تھی۔ ایک شخص اُس کے کمال کو سُن کر اُس کے ملنے کے واسطے گیا۔ اور گھر پر جا کر اُسے پکارا تو اُس کو جواب ملا کہ خدا جانے کہاں ہے۔ کہیں بازار میں ہوگا۔ وہ جب بازار میں اُن کی تلاش کرتا ہُوا پہنچا تو وہ بازار میں معمولی طور پر سادگی سے کچھ سَودا خرید رہا تھا۔ لوگوں سے پوچھا تو اُنہوں نے بتایا کہ وہ ذوالنون ہے۔ اُس نے دیکھا کہ ایک سیاہ رنگ پست قامت آدمی ہے۔ معمولی سا لباس ہے۔ چہرہ پر کچھ وجاہت نہیں۔ معمولی آدمیوں کی طرح بازار میں کھڑا ہے۔ اِس سے اُس کا سارا اعتقاد جاتا رہا۔ اور کہا کہ یہ تو ہماری طرح ایک معمولی آدمی ہے۔ ذوالنون نے اُس کو کہا کہ تُو کس لیئے میرے پاس آیا ہے جبکہ تیرا ظاہر پر خیال ہے۔ ذوالنون نے اُس کے مافی الضمیر کو دیکھ لیا۔ اس نے کہا کہ تیری نظر ظاہر پر ہے تجھے کچھ دکھائی نہیں دیتا۔

ایمان تب سلامت رہتا ہے کہ باطن پر نظر رکھی جاوے۔ کہتے ہیں لقمان بھی سیاہ منظر تھے۔ یہی وجہ ہے جو لکھا ہے کہ اللہ تعالٰے کے بندوں اور برگزیدوں کے پاس ارادت سے جانا سہل ہے لیکن ارادت سے واپس آنا مشکل ہے۔ کیونکہ ان میں بشریت ہوتی ہے اور ان کے پاس جانے والے لوگوں میں سے اکثر ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنے دل میں اس کی ایک فرضی اور خیالی تصویر بنا لیتے ہیں لیکن جب اس کے پاس جاتے ہیں تو وہ اس کے برخلاف پاتے ہیں جس سے بعض اوقات وہ ٹھوکر کھاتے ہیں اور ان کے اخلاص اور ارادت میں فرق آجاتا ہے۔"

(ملفوظات جلد ۸ صک)

حضرت امام جماعت احمدیہ کے خطبات کا خلاصہ

خطبہ عید الفطر ۲۹ مئی ۱۹۸۷ء۔ ٹلفورڈ

تشہد و تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے سورۃ النحل کی آیت ۱۲۸ کی تلاوت فرمائی اور اس کا ترجمہ بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ ممکن ہے اس آیت کے انتخاب پر کسی کو تعجب ہو اور یہ سوال پیدا ہو کہ عید کے ساتھ صبر کا کیا تعلق ہے۔ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور نے عید اور دیگر خوشیوں سے صبر کا جو تعلق ہے اس پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا مذہبی پہلو سے یہ عید الفطر صبر کے لمبے دور کے بعد رکھی گئی ہے اور رمضان جس رنگ میں صبر کی تعلیم دیتا ہے اور کوئی عبادت نہیں دیتی۔ اس لئے اس لمبے سفر کے دور کے بعد جو عید آتی ہے اس کا صبر سے لازماً تعلق ہے۔ اور یہ عید سبق دیتی ہے کہ مومن کا صبر کبھی ضائع نہیں جاتا۔ خدا تعالیٰ اُسے قبولیت عطا کرتا ہے اور بہترین ثمرات عطا فرماتا ہے۔

اسی طرح دنیوی لحاظ سے بھی خوشیوں کے ساتھ صبر کا گہرا تعلق ہے۔ کیوں کہ خوشی کا ہر دن اپنے پیاروں کی یاد دلاتا ہے اور ہر خوشی کے ساتھ کچھ غم بھی ہوتا ہے اور جہاں غم ہو وہاں صبر بھی کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً وہ مائیں جن کے بچے فوت ہو جاتے ہیں وہ خوشیوں کے دن اپنے بچوں کی یاد کا غم اپنے سینے میں جگا لیتی ہیں اور جن عورتوں کے خاوند فوت ہو جاتے اور وہ جوانی میں بیوہ ہو جاتی ہیں اُن کو خوشی کے دنوں میں اپنے خاوندوں کی یاد ستاتی ہے اور خوشی کے ساتھ ساتھ دکھ بھی محسوس ہوتا ہے۔

حضور نے فرمایا مذہبی دُنیا میں بھی یہ بات چلتی ہے اور پیاروں کی یاد کا آنا تعجب کی بات نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق آتا ہے کہ فتوحات کے زمانہ میں جب چکی کا پسا ہوا آٹا آنے لگا تو حضرت عائشہؓ کی لونڈی نے نرم اور ملائم روٹی پکا کر حضرت عائشہؓ کو دی۔ آپؓ نے ایک لقمہ لیا تو بے اختیار آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ لقمہ گلے میں پھنس گیا۔ آپؓ کی لونڈی نے کہا کہ اتنا اچھا آٹا ہے اور اتنی نرم روٹی ہے جو آپ کے گلے میں پھنس رہی ہے تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا تمہیں پتہ نہیں کہ میرے دل پر کیا بیت رہی ہے۔ میرے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ آٹا نصیب نہ تھا۔ آپؐ سخت روٹی پر گزارہ کرتے

تھے مجھے اِس لقمہ نے آپؐ کی یاد دلا دی ہے ۔ وہاں بھی خوشی کی بات نے غم کی بات پیدا کر دی جو ایک فطری امر ہے ۔ اِس لیئے خوشی کے دن سے غموں کا گہرا تعلق ہے ۔

حضور نے فرمایا : یہ عید اُن لوگوں کی یاد لے کر آئی ہے جو بہت زیادہ دُکھوں میں مبتلا ہیں اور کامل وفا کے ساتھ سلوک کی راہوں پر قدم مار رہے ہیں ۔ وہ یہ عزم لے کر اُٹھے ہیں کہ جان دے دیں گے لیکن خدا کے دین کے ساتھ کبھی بے وفائی نہیں کریں گے ۔ اُن کو طرح طرح کے مصائب میں مبتلا کیا جا رہا ہے ۔ وہ پابند سلاسل ہیں اور اُن کے سینے جلائے جاتے ہیں ۔ تو آج عید کے دن اُن پیاروں کی یاد کا آنا طبعی امر ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ مومن کو صبر کا مضمون ہمیشہ ملحوظ رکھنا چاہیئے اور مومن کو خوشیوں اور غموں کے اجتماع کے وقت غموں کا بہترین استعمال یہ کرنا چاہیئے کہ اپنے غم خدا کے حضور پیش کرے ۔

بعد ازاں حضور نے مومن اور غیر مومن کے صبر میں فرق بیان کرتے ہوئے فرمایا : دنیا داروں کی آگ اُن کو خاکستر کر دیتی ہے لیکن مومن کے صبر کا خدا سے گہرا تعلق ہوتا ہے اور اس تعلق کے نتیجہ میں مخالفین کی طرف مومن کے لیئے جو آگ جلائی جاتی ہے وہ گلزار بن جایا کرتی ہے جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیئے آگ کو گلزار بنا دیا گیا تھا ۔ حضور نے فرمایا : دُکھوں کے ساتھ صبر کا مضمون اور مومن کے صبر کے ساتھ جزاء کا مضمون گہرا تعلق رکھتا ہے لیکن پیاروں کی یاد بھی طبعی امر ہے اور یہ بے صبری نہیں ۔ اگر یہ بے صبری ہوتی تو حضرت یعقوب علیہ السلام جو حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق غمگین رہتے تھے اُسے قرآن کریم مدح کے طور پر بیان نہ فرماتا ۔ اِسی طرح حضور نے بتایا کہ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو تمام انسانوں میں سب سے باوفا انسان تھے اُن کو بھی ہر خوشی کے موقع پر حضرت خدیجہ رضؓ یاد آتی تھیں اور حضرت عائشہ رضؓ بیان کرتی ہیں کہ کوئی پیارا تحفہ نہ آتا تھا کہ آپؐ سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضؓ سے تعلق رکھنے والوں کو بھجوایا کرتے تھے ۔

اس کے بعد حضور نے فرمایا کہ عید کے موقع پر جو خوشی کا موقع ہے اللہ کی راہ میں دُکھ اُٹھانے والوں کو مت بھولیں اور ہر خوشی کے وقت اُن کی یاد کو دلوں میں بسا لیں ، ان کی یاد کی شمعیں اپنے سینوں میں روشن کریں ۔ یہ شمعیں آپ کو نور بخشیں گی ۔ اُن کے جسموں کو جو زنجیریں پہنائی گئی ہیں وہ اپنی رُوحوں کو پہنا دیں ۔ ہمیشہ اُن کے لیئے دعائیں کریں ۔ آپ کی یاد رائیگاں نہیں جائے گی ۔ آج عید کا دن ہے ۔ خوشیوں کے ساتھ صبر کا دن بھی ہے ۔ لوگ عید کے دن خوشی کے دیئے جلاتے ہیں آپ ان دُکھ اُٹھانے والوں کی یادوں کے دیئے اپنے سینوں میں روشن کریں ۔ جس کے نتیجہ میں آپ کی روحانیت کو نئی جلا بخشی جائے گی جو آپ کے تزکیہ کا موجب ہوگی اور آپ کو انکسار کا سبق بھی سکھلائے گی ۔

حضور نے مزید فرمایا : ہر ابتلاء کے وقت کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو خدا کی تقدیر قربانیوں کے لیئے چُن لیتی ہے لیکن مومن ہرگز یہ نہیں کہتے کہ شکر ہے یہ مصیبت ہم پر نہیں پڑی ۔ بلکہ اُن کی شان خدا نے

یہ بیان فرمائی ہے کہ :-

مِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ۔

خطبہ کے آخر پر فرمایا کہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسے ہی باوفا لوگوں میں شامل کرے اور ہم عہدِ وفا کو استوار رکھیں۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

خطبہ کے بعد حضور نے اجتماعی دعا کرائی جو بڑی ہی رقت انگیز تھی۔ اس کے بعد حضور نے ازراہِ شفقت تمام حاضرین کو جو کہ عید کے لئے جمع ہوئے تھے مصافحہ اور عید مبارک کا شرف بخشا اور خود تمام احباب تک جا کر مصافحہ فرمایا۔ اسی طرح حضور مستورات کی مارکی میں بھی تشریف لے گئے اور ان کو بھی عید مبارک اور شرفِ زیارت بخشا۔ چونکہ اس روز جمعہ تھا اس لئے حضور نے نماز جمعہ بیت الفضل لندن میں پڑھائی اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ حضور نے خطبہ میں فرمایا ہم نے تحقیق کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جب عید اور جمعہ اکٹھے ہو جاتے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دُور سے آنے والوں کو اجازت دے دیا کرتے تھے کہ وہ بے شک جمعہ پڑھے بغیر چلے جائیں لیکن جو مقامی لوگ تھے ان کو جمعہ پڑھنے کے متعلق بھی کہا گیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عید کے دن جمعہ بھی ہوا ہے۔ اس لئے صرف اُن احباب کو جمعہ پر آنے کے لئے کہا گیا تھا جو عام طور پر بیت الفضل لندن میں ظہر کی نماز ادا کرنے کے لئے آتے ہیں۔

نماز جمعہ کے بعد حضور نے محترم چوہدری انور حسین صاحب کی اہلیہ کی نماز جنازہ غائب بھی پڑھائی۔

خلاصہ خطبہ جمعہ ۵ر جون ۱۹۸۷ء - بیت المحمود سوئٹزرلینڈ

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا۔ جون کا مہینہ جماعت کے مالی نظام میں خاص اہمیت رکھتا ہے کیونکہ یہ چندوں کی ادائیگیوں کا آخری مہینہ ہے۔ یہ بات دیکھنے میں آئی ہے کہ مالی امور کی تحریک میں بالعموم وہی طبقہ آگے آتا ہے جو پہلے ہی آگے ہوتا ہے۔ ان میں امراء بھی شامل ہیں اور غرباء بھی۔ لیکن اس کے علاوہ ایک طبقہ ایسا بھی ہے جو یا تو مالی نظام میں پورے طور پر شامل نہیں یا اپنی استعداد کے مطابق حصہ نہیں لے رہا۔ آج کے خطبہ میں وہی میرے مخاطب ہیں۔

حضور نے فرمایا۔ خود بخود شرح کے بغیر چندہ کی ادائیگی کرتے رہنا مجرمانہ زندگی ہے۔ اجازت لے کر ایسا کرنا چاہیئے۔ اجازت دینے کا میرا بالعموم وعدہ ہے۔ اجازت لے کر ایسا کرنے سے انشراحِ صدر، خود اعتمادی اور مزید نیکیوں میں حصہ لینے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے ایسا کر کے اپنے نفس کو مطمئن کریں اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی رضا مندی کو حاصل کریں۔

حضور نے فرمایا: چندہ سے مکمل معافی کی مَیں کبھی بھی کسی کو اجازت نہیں دے سکتا اور نہ دیتا ہوں۔ اگر کلیۃً چندہ کی معافی کی اجازت دے دی جائے تو یہ آپ کی جان پر دوہرا ظلم ہوگا۔ کیونکہ چندہ کی ادائیگی سے خدا تعالیٰ

پاک تبدیلیاں پیدا کرتا ہے اور انسان مزید نیکیوں میں قدم بڑھانے لگتا ہے۔ لیکن نیکیوں سے محروم کرنے اور ماموریِ زمانہ کے فرمان کے خلاف فیصلہ کرنے کا کسی کو اختیار نہیں ہے۔

حضور نے فرمایا یُزَکِّیۡھِمۡ کے فعل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قوم کو مالی قربانیوں کے لحاظ سے تیار کرنے کا بھی ذکر شامل ہے۔ اصحابِ صُفّہ لکڑیاں کاٹ کر انہیں بیچ کر حاصل شدہ مال خدا کی راہ میں خرچ کرتے تھے تا اُس کی رضا سے محروم نہ رہ جائیں۔ اِس درخشندہ مثال کے بعد اب قیامت تک کوئی نہیں کہہ سکتا کہ میں غریبانہ گزارہ کرنے والا کیسے چندہ دوں۔ جرمنی اور دوسرے ممالک میں ایسے مخلص موجود ہیں جو بمشکل گزارہ کرتے ہیں لیکن باقاعدگی کے ساتھ چندہ دیتے ہیں اور زیادہ خدمت کی توفیق پانے کے لیئے دعا کی درخواست بھی کرتے رہتے ہیں۔ ایک ملک کے سیکرٹری مال نے کسی سے چندہ لینے سے انکار کیا کہ دینے والے کا گزارہ مشکل ہوگا تو میں نے امیر اور سیکرٹری مال سے جواب طلبی کی۔ مالی قربانی کے نتیجہ میں کچھ کھویا نہیں جاتا بلکہ حاصل ہوتا ہے۔ وَفِیۡۤ اَمۡوَالِہِمۡ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالۡمَحۡرُوۡمِ کی تشریح کرتے ہوئے حضور نے فرمایا تقویٰ کا اعلیٰ مقام رکھنے والوں کے لیئے اِس آیت کا مفہوم یہ بنتا ہے کہ یہ اُن کا حق ہے کہ وہ اپنے اموال میں سے غرباء کو دیں اور جو نسبتاً کم تقویٰ کے معیار پر ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے اموال میں غرباء کا حق ہے۔ میں ذاتی طور پر یہ پسند کرتا ہوں کہ مالی قربانیوں کو حق کا نام دیا جائے کیونکہ یہ ایک سعادت ہے بوجھ نہیں۔

حضور نے فرمایا گزشتہ چند سالوں میں خدا تعالیٰ کے فضل سے اِس کثرت کے ساتھ احمدیت میں داخل ہونے کا رجحان ہو گیا ہے کہ نئے آنے والوں کی وجہ سے ہماری بہت سی ذمہ داریاں احسن رنگ میں ادا ہونا شروع ہو جائیں گی۔

مختلف ممالک کی مالی قربانیوں کا جائزہ پیش کرتے ہوئے حضور نے فرمایا۔ پاکستان میں علمی تربیت کے باعث مالی قربانی کا معیار نسبتاً زیادہ ہے۔ ایک ملک کی مجلسِ عاملہ کے جائزہ کے مطابق ۲/۳ احمدی اپنی حیثیت کے مطابق چندہ نہیں دے رہے۔ اگر یہ طبقہ اب شامل ہو جائے تو سال کے باقی مہینوں میں جو کمی واقع ہو چکی ہے وہ اب پوری ہو سکتی ہے اور ہمارے مختلف ممالک کے بجٹ ان کی توقعات سے آگے بڑھ سکتے ہیں۔

مالی قربانی کے نیک ارادہ سے پیدا ہونے والے نیک نتائج کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے یہ دو ایمان افروز واقعات بھی بیان فرمائے۔ ایک سیکرٹری مال نے ایک دوست سے کہا کہ دس ہزار چندہ کیوں نہیں لکھواتے دیکھئے خدا کیا فضل کرتا ہے۔ انہوں نے وہ لکھوا دیا۔ سال کے خاتمہ سے قبل ان کا کام تین سے تیس چالیس لاکھ تک پہنچ گیا حتیٰ کہ نئے کام لینے چھوڑ دیئے اور انہیں دس ہزار روپیہ چندہ کی ادائیگی کا پتہ بھی نہ چلا۔ اسی طرح صد سالہ جوبلی کی تحریک میں کہا گیا تھا کہ تاجر بھی حوصلہ کریں اور قربانی کی ہمت دکھائیں۔ ایک تاجر کے حالات پر گوارا نہ پڑا۔ ایک لاکھ قرض لے کر چندہ ادا کیا۔ چار سال قبل ایک لاکھ قرض لینے

والے حال ہی میں چالیس ہزار پونڈ (سولہ لاکھ کے لگ بھگ) اور پینتالیس ہزار پونڈ کے چیک لے کر حاضر ہوئے اور کہانی سنائی کہ ایک چیک چندہ کا بقایا ہے جو یکمشت ادا کر رہا ہوں اور دوسرا چیک شکرانے کے طور پر پیش خدمت ہے۔

حضور نے فرمایا۔ خدا کی رحمتوں کے گواہ موجود ہیں۔ اپنے گردوپیش اور اپنے ساتھیوں سے بات کر کے معلوم کریں۔ خدا پر بدظنی کر کے کیوں اپنا نقصان کر رہے ہیں۔ ڈرنے کی کون سی بات ہے اور بے حوصلگی کا کون سا موقع ہے جو اُن لذتوں سے محروم ہو رہے ہیں جو مالی قربانی سے وابستہ ہیں۔ قربانی بذاتِ خود اپنا اجر ہے۔ مالی قربانی میں بھی اپنا مطمح نظر یہ رکھیں کہ خدا کے پیار کی نگاہ آپ پر پڑے۔ اور یہی پیار کی نگاہ خدا کی دائمی جنت ہے۔ اگلی دُنیا میں کوئی رشوت، کوئی سفارش کام نہیں آئے گی۔ فرشتے سوائے نیکیوں کے، سوائے خدا کی راہ میں کی جانے والی مالی قربانیوں کے کچھ بھی آگے نہیں جانے دیں گے۔ اسلئے یہ آپ کے فائدہ کی باتیں ہیں اس دُنیا میں بھی اور اُس دُنیا میں بھی، نفس کے تزکیہ کے لحاظ سے بھی اور اموال میں نشوونما کے لحاظ سے بھی۔

اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۲ر جون ۱۹۸۷ء بمقام بیت النور۔ ہالینڈ

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا: آج ہالینڈ کی تاریخ میں امتیازی دن ہے کہ یہاں پہلی بار یورپ کا پہلا سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ منعقد ہو رہا ہے۔ یہاں کی بھاری اکثریت اس دن کی اہمیت سے بکلی ناآشنا ہے۔ زمانے کے متعلق تاثرات ایک سے نہیں رہتے، قومیں نظریات اور رجحانات میں تبدیلی پیدا کرتی چلی جاتی ہیں۔ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے دن چند گنتی کے انسان اس واقعہ سے باخبر تھے۔ اہل مکہ نے اس واقعہ پر تحقیر کی نظر ڈالی لیکن آج کل عالم میں اسلامی تاریخ کا آغاز اسی دن سے ہوتا ہے۔ اسی طرح صلیب کا واقعہ تاریخ دانوں کی نظر میں بظاہر کوئی اہمیت نہ رکھتا تھا لیکن آج عیسائی دنیا اس دور کو عظیم الشان اہمیت دیتی ہے۔

حضور نے فرمایا: میں ماضی سے قوت پا کر احمدیت کے شاندار مستقبل کی بات کرتا ہوں یقیناً مورخین خدام الاحمدیہ کے اجتماع کے اس دن کو ایک عظیم الشان اہمیت دیں گے۔ اس لئے اس دن کی اہمیت کے پیش نظر اس کو دعاؤں کے ساتھ شروع کریں۔

حضور نے فرمایا: امر واقعہ یہ ہے کہ دُعا جتنی ظاہر ہے اتنی چھپی ہوئی بھی ہے۔ انسان جاننے کے باوجود بھی مسائل میں کوشش کو پہلے اور دعا کو بعد میں رکھتا ہے۔ انسانی کوشش کی توفیق پانے کے لیے بھی آغاز دعا ہی سے ہونا چاہئے۔ انسانی معاملات میں سب سے زیادہ اہمیت عبادت کو ہے جو پیدائش انسانی کی غرض

ہے۔ اس کے لیے بھی قرآن ہمیں سکھاتا ہے کہ جب تک دعا نہیں کرو گے اس کی توفیق نہ پاؤ گے۔ دعا سے ہی کام نیک نتائج تک پہنچتے ہیں۔ سب جادوؤں سے بڑھ کر دعا کا جادو اثر انگیز ہے۔ دعا پر بہت زیادہ زور دینے کی ضرورت ہے تبھی کبھی یہ بھی دعا کیا کریں کہ اے خدا ہمیں دعاؤں کی توفیق عطا فرما۔

مغربی قوموں کی بے جا تقلید سے بچنے کے ضمن میں حضور نے فرمایا: جب قوموں پر بُرے دن آتے ہیں تو اپنی بُرائیاں دوسروں کو دیتی ہیں اور دوسروں کی برائیاں خود لے لیتی ہیں اور جب اچھے دن ہوتے ہیں تو اپنی بُرائیاں چھپاتی ہیں اور دوسروں کی خوبیاں اخذ کر لیتی ہیں۔ پہلی صورت میں قرآن ان قوموں کی تقدیر کا یہ فیصلہ فرما چکا ہے کہ ایسی قومیں یقیناً غرق ہوں گی۔ اور دوسری صورت میں ایسی قومیں بلندیوں کی منزل کی طرف چلیں گی۔

حضور نے فرمایا: بہت سی ایسی خوبیاں ہیں جن سے مشرق کی اکثر قومیں بے بہرہ ہیں۔ وقت کا ضیاع، جھوٹ بولنے میں جلدی، بہانے تراشی، سہل انگاری اور گندے رہنا وغیرہ۔ اس ضمن میں حضور نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند ترین اُسوہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ گندگی بہرحال گندگی ہے۔ صفائی اور نظافت جیسے اعلیٰ اصول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سکھلا گئے۔ اس کی تہ کو یہ ابھی بھی نہیں پہنچ سکے۔ ایسے آقا کی غلامی ہر انسانی خوبی کو بلند تر مقام تک پہنچاتی ہے۔

حضور نے فرمایا: ہزار سال سے لمبا عرصہ ہو گیا ہے کہ توحیدِ حقیقی کے ماننے والے اللہ کی تعلیم سے دُور نظافت، نجابت اور ملنے جلنے کے اعلیٰ اخلاق سے غافل ہو گئے ہیں۔ لیکن آپ اپنی خوبیوں کو دوبارہ حاصل کریں۔ حکمت کی بات یا اچھی بات مومن کی گم شدہ اونٹنی کی طرح ہے جسے وہ دوبارہ حاصل کرنے میں شرم محسوس نہیں کرتا۔ پس تم اسے حاصل کرو جس طرح تم ہی اس چیز کے مالک ہو۔

حضور نے فرمایا: آپ نیک مقاصد کی خاطر یہاں ہجرت کر کے آئے ہیں پھر یہ کیسا سودا ہے؟ کہ آپ دوسروں کو اپنی بُرائیاں دینے لگ جائیں۔ یہ تو کشتی کے پیندے میں سوراخ کرنے والی بات ہے جس کا انجام ڈوبنا ہی ڈوبنا ہے۔ امریکہ اور یورپ ایک دوسرے سے بُرائیاں سیکھتے ہیں مگر ہم مغرب سے خوبیاں اخذ کریں گے اور اعلیٰ ترنیکیاں ان کو سکھائیں گے۔ حضور نے سورۃ العصر کے حوالے سے فرمایا کہ سارا زمانہ یقیناً گھاٹے کا زمانہ ہوگا۔ انسان بحیثیتِ مجموعی گھاٹے میں رہیں گے۔ مگر کچھ لوگ ایسے ضرور ہوں گے جو نیک کاموں کی نصیحت کرتے چلے جائیں گے۔ وہ بڑی سخاوت کے ساتھ نیک اعمال کو دُنیا میں تقسیم کرتے رہیں گے اور صبر کی تلقین کرتے رہیں گے۔ آپ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ اور احمدیت کے سفیر بن کر یہاں آئے ہیں، رسالت کی ساری ذمہ داریاں اپنا مقصد بنائیں۔ امرِ واقعہ یہ ہے کہ بعض سفید فام لوگ احمدیت قبول کر کے، پاک تبدیلیاں پیدا کر کے کندن بن چکے ہیں، عام انسانوں سے بلند ہو کر اللہ والے انسان بن گئے ہیں اور وہ اس قابل ہیں کہ آپ کو دین سکھانے لگ جائیں۔

حضور نے فرمایا: اکیلے نہ رہیں تیزی کے ساتھ پھیل جائیں، آپ کی دنیا بھی اور دین بھی سنور جائیں گے۔ اس کے بغیر آپ اِن قوموں کی تقدیر نہیں بدل سکتے۔

حضور نے فرمایا: خدا تعالیٰ ایک ایک احمدی پر نگاہ رکھ رہا ہے۔ جو اس کی راہ میں قدم بڑھانا چاہتا ہے خدا کے پیار کے انداز اس کو نصیب ہوتے ہیں۔ وہ کسی واسطے سے ملنے والا خدا نہیں ہے۔ جن قوموں سے ٹکراؤ ہے وہ پہاڑ کی طرح بلند ہیں۔ یہ بہت زیادہ ہم سے بڑھ چکی ہیں۔ لیکن اللہ سب سے بڑا ہے۔ اس لیے اپنی ذات کو اپنے رب کی عظمت کا احساس عطا کریں۔ دعا ہی ہے جس سے یہ سارے کام بنیں گے۔ ایک لمحے کے اندر ہر انسان کی ہر کمزوری دُور نہیں ہو سکتی۔ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ کی دُعائیں کرنے والے کو خدا تعالیٰ اس وقت تک وفات نہیں دیتا جب تک کہ اُسے نیکوں میں شمار نہ کرے۔ ان باتوں کے ساتھ ساتھ دعا میں خلوص کو بھی ہمیشہ پیشِ نظر رکھیں۔

حضور نے فرمایا: میں آپ کو جس ذات سے تعلق پیدا کرنے کی عادت ڈالنے کے لیے کہہ رہا ہوں وہ دائمی وجود ہے۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ بے وفائی کرے۔ یقین جانیں دعا آپ کے اعمال میں پاک تبدیلی کیلئے حیرت انگیز کام کرے گی۔

حضور نے فرمایا: بادشاہ کے حضور صرف روٹی کا سوال ہی نہیں کیا جاتا۔ ہر شخص کی شان کو ملحوظ رکھ کر مانگا جاتا ہے۔ عظیم دعائیں مانگیں۔ صرف چھوٹی چھوٹی خواہشات کے پورا ہونے کے لیے ہی دعاؤں پر اکتفاء نہ کرلیں۔ تمام دنیا کی اصلاح کے لیے دعائیں کریں۔ چھوٹی دعائیں بھی اُسی سے مانگیں اور بڑی بھی۔ وہ اکبر ہی نہیں عظیم بھی ہے۔ ادنیٰ سے ادنیٰ اور اعلیٰ سے اعلیٰ چیزوں تک اس کی پہنچ ہے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ باوجود اس علم کے کہ نبوت ایسا انعام نہیں کہ بار بار ہر زمانے کو دیا جائے اولاد کے حق میں فرماتے ہیں ؏

سب کچھ انہیں عطا ہو جو کچھ مجھے ملا ہے

لہذا خدا کی عطا پر پابندیاں نہ لگائیں اُسی سے سب کچھ مانگیں ؛؛

دعائے مغفرت

نہایت افسوس کے ساتھ تحریر ہے کہ برادرم شیخ طارق محمود صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ ضلع اوکاڑہ کی والدہ محترمہ جنت بی بی صاحبہ بعمر ۷۲ سال مورخہ ۲۶/۶/۸۷ کو صبح مختصر علالت کے بعد اپنے مولائے حقیقی سے جا ملیں۔

مرحومہ نے اپنے پیچھے پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ مرحومہ نیک، متقی، نرم خو اور نرم گفتار خاتون تھیں طبیعت میں سادگی، عاجزی اور انکساری بہت تھی۔ احباب جماعت سے مرحومہ کی بلندیٔ درجات کے لیے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

(سمیم پرویز معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔ ربوہ)
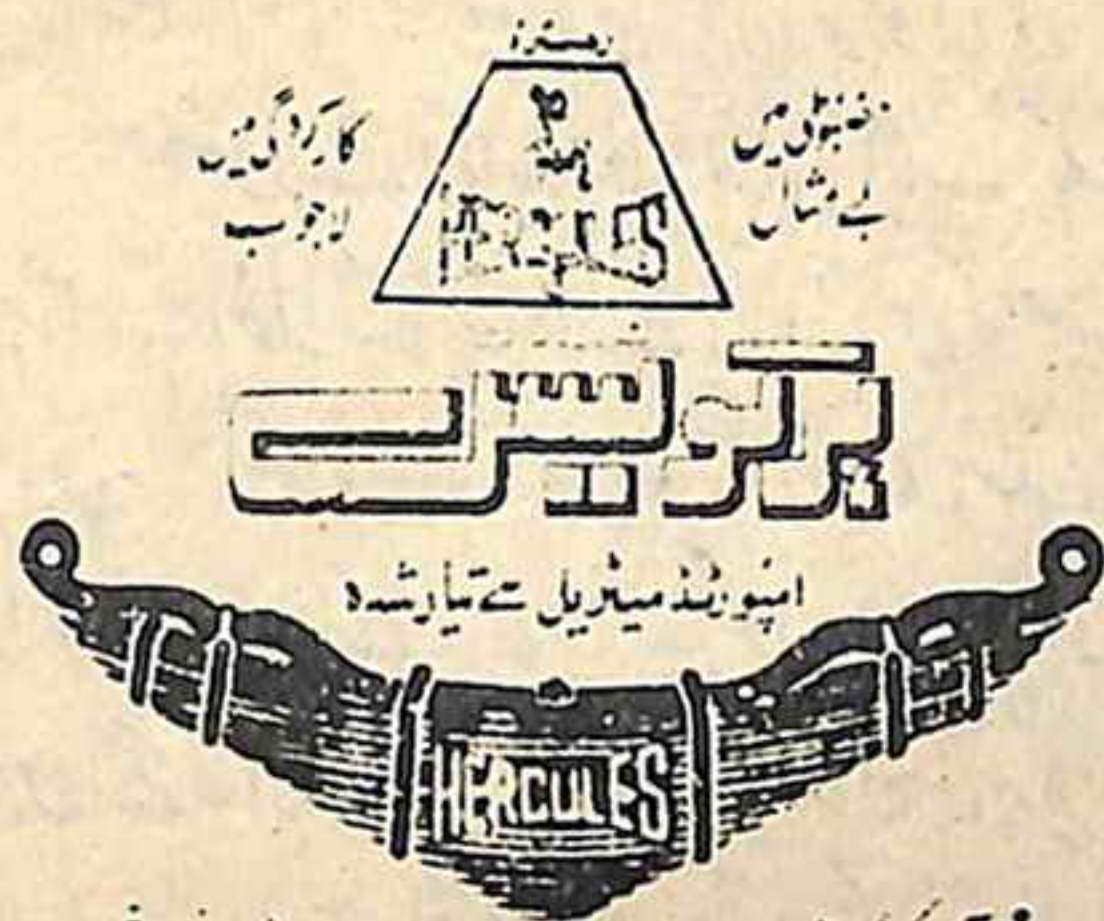
مضبوطی میں بے مثال
کارکردگی میں لاجواب
HERCULES
ہرکولیس
امپورٹڈ میٹریل سے تیار شدہ
HERCULES
میاں بھائی
۱۰ منٹگمری روڈ، لاہور۔ فون نمبر
223372
223373

(قسط اوّل)
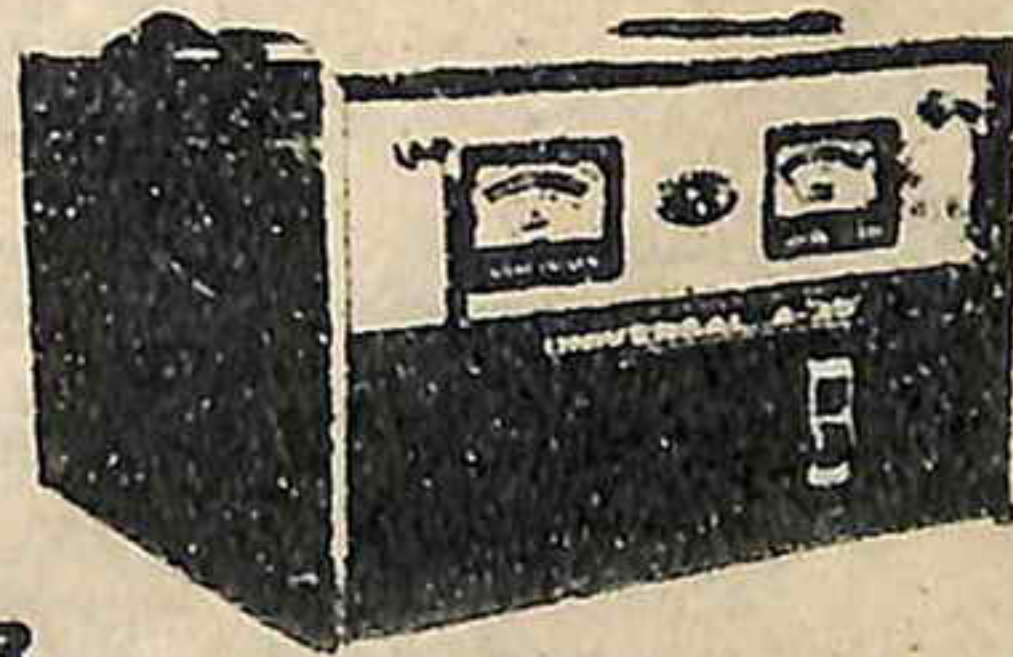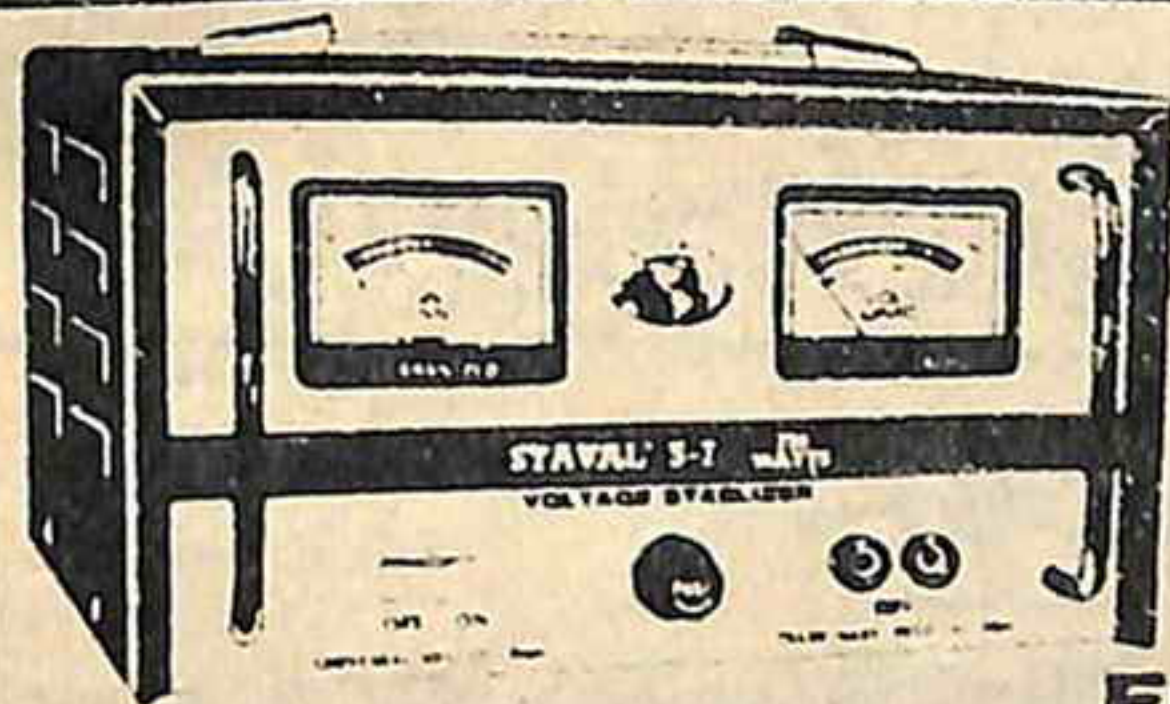
آپ بھی محقّق بن سکتے ہیں

علمی تحقیق کا شوق رکھنے والوں کے لئے ایک رہنما مضمون

(ابن الحسن کے قلم سے)

● تحقیق کے بنیادی اصول :-

ہر تخلیقی عمل محقق کے شعور کی پیداوار ہے۔ اور ہر محقق کے شعور پر سماجی، اقتصادی، سیاسی، اخلاقی اور مذہبی حالات و واقعات سے جو اثرات مرتّب ہوتے ہیں وہ انہیں حسن و خوبصورتی سے ظاہر کرتا ہے۔ بہترین خیال کو بہترین ترتیب سے محفوظ کرتا ہے۔ فرانسیسی ادب میں محقق کی تحریر کو BELLE LETTERS یعنی خوبصورت الفاظ کہا جاتا ہے۔

محقق کا تخلیقی عمل ذہن میں سوئے ہوئے خیالات کا نام ہے جو زندگی کی چھیڑ سے جاگتے ہیں۔ اور زندگی کی آنچ میں تپتے ہیں اور زندگی کے سانچوں میں ڈھل کر خود زندگی بن جاتے ہیں۔

اس طرح جب محقق کے دل و دماغ پر خارجی واقعات کے داخلی اور ذہنی اثرات پورے طور پر اس کی شخصیت اور اس کے تجربے میں جذب ہو کر تخلیقی عمل کے حسین پیرائے میں ظاہر ہوتے ہیں تو محقق اس کیفیت کو اپنے اوپر طاری کر لیتا ہے اور اس ذہنی تجربے سے پورے طور سے گزرتا ہے تو اسے تحقیق کہتے ہیں۔

● تحقیق کا لغوی مفہوم :-

تحقیق کا لغوی مفہوم دریافت و تعین حقیقت ہے۔ گویا ہر وہ علم جس کا مقصود دریافت و تعین حقیقت ہے تحقیق ہے۔ دراصل تحقیق کسی بھی سچائی یا صداقت کی تفتیش اور دریافت کا نام ہے

● تحقیق کے زاویے :-

تحقیق کے دو رُخ ہوتے ہیں

۱۔ نئے حقائق کی تلاش اور جستجو اور تحقیق و تدقیق۔ اس میں سائنسی اور تجرباتی تحقیق کو شمار کیا جاتا ہے۔

۲۔ پہلے سے موجود معلومات، نظریات، نا مکمل تحقیقات کا جدید تقاضوں اور سائنسی لحاظ سے تجزیہ و تحلیل اور ترمیم و تنسیخ کر کے مفید اور زیادہ صحیح نتائج کو منظرِ عام پر لانا اور اسکے امکانات کا جائزہ لینا۔ مذہبی تحقیق اسی دوسری نوع میں شامل ہے۔ تحقیق کا مطمح نظر حقیقت کی جستجو

اور واقعہ کی صداقت کی تلاش ہے۔

● شرائطِ تحقیق :-

تخلیق و تنقید کی طرح تحقیق بھی ایک اہم، نازک اور پیچیدہ امر ہے۔ محقق کے لیئے ایک اہم شرط یہ ہے کہ اس میں تحقیقی صلاحیت، پرکھ اور تنقیدی شعور کے ساتھ ساتھ لگن، جستجو، کھوج اور چھان بین کی صلاحیتیں بھی بدرجۂ اتم موجود ہوں۔ اسے صرف اپنی خداداد صلاحیتوں پر بھرپور اعتماد ہو بلکہ اُس کے لیے لازمی ہے کہ اُسے کتب خانوں اور لائبریریوں کے صحیح استعمال کا طریق بھی آتا ہو یعنی اُسے یہ بھی معلوم ہو کہ اپنے تحقیقی مقالہ میں کتب اور کتب خانوں سے کس طرح مدد لی جا سکتی ہے۔ اس سلسلہ میں محقق کی بعض چیدہ چیدہ خصوصیات یہ ہیں :-

۱۔ تحقیق کے معیار کو بلند کرنے کے لیئے محقق میں ذوقِ جستجو اور شعورِ آگہی بدرجہ اتم موجود ہو۔

۲۔ اگر محقق پاکستانی ہے تو اردو زبان پر عبور رکھتا ہو اور اردو کے علاوہ عربی، فارسی، انگریزی اور دیگر زبانوں پر تھوڑی بہت دسترس رکھتا ہو۔

۳۔ متجسس طبیعت رکھتا ہو۔ تلاش و جستجو میں لطف محسوس کرتا ہو۔

۴۔ ذہین ہو، عزم صمیم رکھتا ہو اور مستقل مزاج ہو، تا تحقیق کے دشوار گزار طویل سفر میں نہ تھکے بلکہ اُسے بحسن و خوبی طے کرے۔

۵۔ اس کا ذہن تجرباتی اور فکر منطقی ہو، تاکہ تحلیل و تجربہ کے بعد نتائج کا استخراج بآسانی کر سکے۔

۶۔ اس کا مطالعہ وسیع ہو اور اپنے مضمون سے گہری وابستگی رکھتا ہو۔ یہ اس لیئے ضروری ہے کہ موضوع سے عدم دلچسپی صحت مند تحقیق کی ضمانت نہیں ہو سکتی۔

۷۔ محنتی ہو، جسمانی اور ذہنی طور پر صحت مند ہو ورنہ خدشہ ہے کہ تحقیق کا کام ادھورا رہ جائے گا۔

۸۔ کتب خانوں کے استعمال سے واقف ہو اور تمام سوانحی، کتابیاتی، تاریخی، اشاراتی، مطبوعہ اور غیر مطبوعہ سمعی و بصری مواد سے آگاہ ہو۔

۹۔ محقق کو مواد جمع کرنے میں بڑی جانفشانی، محنت اور ریاضت درکار ہے۔ اس کے بغیر مواد حاصل نہیں ہو سکتا اور جب تک مکمل مواد حاصل نہ ہو تحقیق اعلیٰ اور معیاری نہیں ہو سکتی۔

۱۰۔ تحقیق کے لیئے ضروری ہے کہ محقق نہ صرف محنتی، صاحبِ ذوق، نکتہ سنج اور نکتہ نواز ہو بلکہ اس کا پُرخلوص، دیانت دار اور متحمل مزاج ہونا بھی بہت ضروری ہے کیونکہ تحقیق میں بعض بڑے سخت مقامات آتے ہیں۔ پس اگر محقق میں مندرجہ بالا خوبیاں بدرجہ اتم موجود ہوں تو یہ میدان جیت سکتا ہے ورنہ ٹھوکریں اس کا مقدر ہو جائیں گی جو تحقیق کو آگے بڑھنے سے روک دیں گی۔

تحقیق کے لئے دلیل اور شہادت بڑی اہمیت کی حامل ہیں۔ محقق کو اتنا باریک بین ہونا چاہیئے کہ وہ اپنی بصیرت سے داخلی و خارجی شہادت اور الحاق میں تمیز کرکے اصل تحریر کو دلیل سے ثابت کرسکے۔ یاد رہے کہ تحقیق میں نقطوں اور شوشوں کی بڑی اہمیت ہے اور ذراسی غفلت تحریر کی صحت پر بُرا اثر ڈال دیتی ہے۔

تحقیق کی خوبیاں :-

۱۔ محقق مسئلہ تحقیق میں ایسی نئی چیز پیش کرے جو پہلے سے معلوم نہ ہو۔
۲۔ اس میں اصلیت، انفرادیت اور اچھوتا پن پایا جائے۔
۳۔ اسلوب اور اندازِ تحریر خوبصورت ہو۔
۴۔ انسانی علوم و فنون میں نئی سچائیوں اور حقائق کا اضافہ ہو۔
۵۔ اس کی تحقیق باہمی علوم و فنون میں تبادلے کا ذریعہ ہو۔

فنِّ تحقیق :-

تحقیق شروع کرنے سے قبل تحقیق سے واقفیت ضروری ہے۔ محقّق کو معلوم ہونا چاہیئے کہ تحقیق کیا ہے، اس کی نوعیت اور غرض وغایت کیا ہے، اس کا طریق کار کیا ہے نیز یہ کہ تحقیق کا عمل کس طرح کیا جائے۔ اس کی ابتداء کیسے کی جائے اور کن مراحل سے گزر کر بتدریج منزل تک رسائی ہوسکے گی۔

مذہبی تحقیق میں کتب خانوں کے کردار اور تعاون کا آغاز یہیں سے ہوتا ہے۔ کتب خانوں میں فنِ تحقیق اور عملِ تحقیق پر ایسے مواد کا انتخاب کیا جاتا ہے اور اسے حصول کے بعد محفوظ اور مرتب کیا جاتا ہے جو محققین کی اس بنیادی ضرورت کو تسکین بخش سکے۔ یہ مواد تحقیق کے فن کو سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی ہدایت کرتا ہے۔ مثلاً سماجی علوم کی تحقیق۔

انتخاب موضوع :-

فنِّ تحقیق سے واقف ہوجانے کے بعد اس موضوع کا انتخاب کیا جاتا ہے جس پر تحقیق کی ضرورت ہو موضوع کے انتخاب سے قبل تمام مطبوعہ، قلمی، اور سمعی و بصری مواد کو کھنگالنا ضروری ہے تاکہ یہ تصدیق ہوجائے کہ جس موضوع پر کام کرنا ہے اس پر اس سے قبل تو کسی نے کام نہیں کیا۔ اگر کیا بھی ہے تو اس مقالہ کی حدود وسعت کیا تھیں۔ اس موضوع پر تحقیق کی اب کتنی گنجائش باقی ہے۔ اس مسئلہ کے حل کے لئے محقق کو تمام اقسام کی کتابیات، مطبوعہ کیٹالاگ و فہارس کا بنظرِ غائر جائزہ لینا پڑتا ہے۔ اس مرحلہ پر کتب خانوں کا عملہ محقق کی مدد کرتا ہے۔ اسے قومی بین الاقوامی موضوعاتی کتابیات اور اشاریہ جات فراہم کرتا ہے۔ دنیا کے بڑے بڑے کتب خانوں کے مطبوعہ کیٹالاگ بھی کتب خانوں میں استعمال کیے جاتے ہیں۔

یہی نہیں بلکہ بین الاقوامی کتب خانے مستعاری

خدمت کے ذریعہ دوسرے کتب خانوں میں موجود مأخذات کچھ عرصہ کے لئے منگوا کر محقق کو ممکن حد تک سہولت بہم پہنچائی جاسکتی ہے۔ اس کے علاوہ مختلف ادبی مراکز اور وسائل سے رابطہ قائم کرکے تحقیقی مقالات کی فہارس یا کتابیات منگوائی جاسکتی ہیں یا محقق کی راہنمائی مذکورہ مرکز تک کردی جاتی ہے۔ تاکہ محقق پورے اعتماد اور بھروسے کے ساتھ موضوع کا حسبِ خواہش انتخاب کرسکے۔ انتخابِ عنوان میں بڑی دُوراندیشی کی ضرورت ہوتی ہے۔ عنوان بے حد مختصر نہ ہو اور نہ اتنا وسیع ہو کہ اس پر دسترس نہ رہے۔

• تحقیق کا دائرۂ کار یا دسترس :-

انتخاب موضوع کے بعد اسے تحریر کیا جاتا ہے یعنی موضوع کی حدود وسعت کو واضح طور پر متعین کرنے کے بعد ضبطِ تحریر میں لایا جاتا ہے اور ان ذیلی عنوانات کا فیصلہ کیا جاتا ہے جن پر تحقیق مقصود ہو۔ مثلاً

۱۔ مذہب کی کس صنف پر تحقیق کی جائے گی۔
۲۔ کس شخصیت پر تحقیق ہوگی۔
۳۔ موضوع میں کس دَور کو پیش کیا جائے گا۔ قدماء، معاصرین، متأخرین یا عصرِ حاضر۔
۴۔ کس مخصوص دَور کی مذہبی فتوحات پر تحقیق ہوگی، کون کون سی مذہبی اصناف اس دَور میں شامل ہوں گی۔ کون کون سی شخصیات پر مطالعہ کیا جائیگا۔ اس دَور کے اثرات کا جائزہ کس حد تک لیا جائے گا۔

مختصر یہ کہ جن خطوط پر تحقیق ہوگی ان کا واضح خاکہ تیار کیا جاتا ہے تاکہ دَورانِ تحقیق اس پر عمل کیا جاسکے اور غیر ضروری عنوانات سے بچا جاسکے۔

دوسرا فائدہ یہ ہے کہ کوئی ضروری عنوان چھوٹنے نہ پائے۔

مقالہ کا خاکہ مرتب کرنے میں کتب خانے محقق کی بہت مدد کرسکتے ہیں کیونکہ کتب خانوں میں ایسی کتب موجود ہوتی ہیں جن میں یہ وضاحت کی جاتی ہے کہ خاکہ متعین کرتے ہوئے کن اصولوں کو پیشِ نظر رکھا جاتا ہے اور اسے کس طرح واضح اور درست الفاظ میں تحریر کیا جائے اور اس کی ترتیب کیسی ہو اور اس میں ایک ربط ہو۔

اِس کے علاوہ بھی کتب خانوں کا عملہ محقق کی مدد کرسکتا ہے۔ یعنی اِسی نوعیت کے دیگر تحقیقی مقالات فراہم کرسکتا ہے جنہیں دیکھ کر خاکہ مرتب کیا جاسکتا ہے یا اگر کسی ایک دَور پر تحقیق مقصود ہو تو کتب خانے کی درجہ بندی کی سکیم کی علامات کے ذریعہ یہ بتایا جاسکتا ہے کہ اِس دَور میں کون کون سے مفسّر، محدّث اور فقیہ وغیرہ اہمیت رکھتے ہیں ان پر موجود مواد کی نشان دہی بھی ہوجاتی ہے۔ یا تاریخ پر مبنی کتب کا جائزہ بھی لیا جاسکتا ہے جن میں مختلف ادوار کی نشان دہی ہو۔ کسی ایک شخص پر تحقیق کی جارہی ہو تو اس کی ہمعصر

شخصیات کا تقابل یا رائے معلوم کرنے کے لیے جائزہ لینا بھی ضروری ہو جاتا ہے۔ غرض کتب خانے تحقیقی مقالات کی خاکہ نگاری میں بڑے مددگار ہوتے ہیں۔

● تدوینِ کتابیات :-

تحقیقی مقالے کا اگلا مرحلہ تدوین و ترتیبِ کتابیات ہوتا ہے۔ یہ مرحلہ بڑی اہمیت کا حامل ہے اور بغیر کتب خانے کی مدد کے مکمل نہیں ہوتا۔ تدوینِ کتابیات بذاتِ خود ایک علم ہے تاہم محقق کے لیے کتابیات کی ترتیب و تدوین میں مندرجہ ذیل نکات اہمیت کے حامل ہیں۔

۱۔ ماخذات کی نشاندہی اور اس سے استفادہ کا عمل۔
۲۔ معیاری اور موضوعی مواد کا انتخاب۔
۳۔ کتابیات کے اندراج کی تیاری۔
۴۔ کتابیات کے اندراج کی ترتیب۔
۵۔ کتابیات کی ظاہری ساخت۔

● مأخذات :-

اکثر و بیشتر محقق کو جن ماخذات کی تلاش ہوتی ہے اور جن سے کتابی و غیر کتابی مواد کے بارے میں معلومات موضوع ترتیب پر حاصل ہوتی ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں :-

(۱) کتابوں کی کتابیات (۲) رسائل و جرائد کی ڈائریکٹریاں (۳) مضامین کے اشاریہ جات (۴) تقاریر کے ٹیپ کی کتابیات (۵) فلمی بصری مواد کی کتابیات (۶) نادر کتب کی کتابیات (۷) قومی کتابیات (۸) بین الاقوامی کتابیات (۹) عکسی نقول کی کتابیات (۱۰) تراجم کی کتابیات (۱۱) کتب خانوں کے مطبوعہ کیٹلاگ (۱۲) ناشرین کے مطبوعہ کیٹلاگ (۱۳) اخباروں کے تراشوں کی فائلیں (۱۴) تصاویر کے البم اور نقشہ جات (۱۵) خورد بینی مواد کی کتابیات (۱۶) سوانحی لغات کی ڈائریکٹریاں۔

مذکورہ بالا ماخذات سے محقق اپنے مفید مطلب مواد کا انتخاب بآسانی کر سکتا ہے اور ان تمام ماخذات تک رسائی کتب خانوں کے ذریعہ ممکن ہے۔ ماخذات کی تلاش میں کتب خانے محقق کی بڑی مدد کرتے ہیں۔ اگر کتب خانوں کا نظام مربوط ہو تو وہ نہ صرف اپنے ادبی ذخائر سے فیض پہنچاتے ہیں بلکہ یہ بھی نشاندہی کرتے ہیں کہ محقق کو مزید کس کتب خانے سے رجوع کرنا چاہیے۔

● اندراجات کی تفصیل :-

جب معیاری موضوعی مواد کا انتخاب برائے کتابیات ہو جائے تو اس کے کتابیاتی اندراجات کے لیے کتب خانے اس کی مدد کرتے ہیں۔

کتابیات ہمیشہ کارڈ پر بنی چاہیے جو موٹے کاغذ کی پرچیوں پر جن کا سائز ۵ × ۳ انچ ہو۔ اس وجہ سے کہ اس طرح سے اندراجات کی شمولیت آسان ہو جاتی ہے۔ چونکہ ہر کارڈ پر ایک اندراج ہوتا ہے اس لئے انہیں آسانی سے ترتیب دیا جا سکتا ہے۔

ہر کتاب کے بارے میں مصنف کا نام، کتاب

کا عنوان، ایڈیشن، مقامِ اشاعت، ناشر کا نام (اگر ناشر کا نام معلوم نہ ہو سکے تو طابع کا نام یا پریس کا نام دے دیا جائے) تاریخ اشاعت، جلد نمبر اور صفحات کا اندراج کرنا چاہیئے اور پرچی کی پشت پر اپنی آسانی کے لیئے کتب خانے کا نام جہاں وہ کتاب موجود ہو درج کرنا چاہیئے تاکہ جب مطالعہ شروع کریں تو مواد کی جائے وقوع معلوم کرنے میں وقت ضائع نہ ہو اور کتاب کتب خانے سے آسانی سے حاصل ہو سکے۔

● ترتیب اندراجات :-

تمام مطلوبہ مواد کے الگ الگ اندراجات بنا دیئے جاتے ہیں تو پھر انہیں موضوع کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے حروفِ تہجی موضوعی یا لغت کی ترتیب سے رکھا جاتا ہے۔ تہجی ترتیب کے لیئے الف سے شروع ہونے والے تمام کارڈ الگ کر لیئے جائیں۔ اسی طرح پھر ب سے لے کر ی تک علیحدہ ترتیب دے لیا جائے۔

موضوعی ترتیب میں بھی مختلف موضوعات کی سرخیاں ترتیب دے لی جائیں۔ پھر ہر موضوع کے ساتھ اس کے نیچے ذیلی عنوانات قائم کر لیئے جائیں اور پھر ان کو حروفِ تہجی کے اعتبار سے ترتیب دے لیا جائے۔

● کتابیات کی ساخت و ہیئت :-

جب تحقیق کے لیئے تمام مطلوبہ مواد کارڈ پر تیار ہو جائے تو پھر اسے حروفِ تہجی کے اعتبار سے ترتیب دیا جائے اور اس کی کم از کم پانچ کاپیاں ٹائپ کروانی چاہئیں اور ان پرچیوں کو اسی ترتیب کے ساتھ نہایت احتیاط سے محفوظ کر لیا جائے کیونکہ یہی پرچیاں در اصل حوالہ جات بار بار محقق کو اپنے نقطۂ نظر کی تائید میں استعمال کرنے پڑتے ہیں اور بالآخر یہی مکمل کتابیات تحقیقی مقالہ کے آخر میں شامل کر دی جاتی ہے۔ اس طرح محقق کا بہت سا قیمتی وقت بچ جاتا ہے۔

تحقیق کے لیئے یہ جاننا ضروری ہے کہ جو کتاب بھی تحقیق کے لیئے استعمال کی جا رہی ہے اس کی خطاطی، کتابت، چھپائی، کاغذ اور جلد سازی تک کے بارہ میں قطعی اور علمی معلومات ہونی چاہئیں تاکہ کسی نسخہ کے اصل اور نقل ہونے کا اندازہ ہو سکے کیونکہ یہی شواہد تحقیق کی صداقت پر اچھے یا بُرے اثرات مرتب کر سکتے ہیں۔

● علم تعیینِ تحریر :-

بسا اوقات تحقیق کے دوران بعض نادر خطوط تحریر، مقامِ تحریر، مکتوب اور مکتوب الیہ کی وجہ سے بڑی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں اس لیئے ان امور کی اچھی طرح جانچ پڑتال کر لینی چاہیئے۔ اور ایسے خطوط کو نوادرات کے کیٹالاگ کی مدد سے جانچا جا سکتا ہے۔ اس میں غور طلب بات یہ ہے کہ اس کی تمام تر اصلیت کا بغور جائزہ لیا جائے تاکہ تحقیق کے صحیح نتائج مرتب ہو سکیں۔

● تعیینِ مصنّف :-

بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ گمنام تصانیف مصنّف نے اپنے نام سے موسوم کی ہیں اور اپنی غیر معیاری تصانیف کی ذمہ داری قبول کرنے سے انکار بھی کیا ہے ایسی صورت میں یہ طے کرنا بہت ضروری ہے کہ کتاب کا اصل مصنّف کون ہے اور اس مسئلہ کو حل کرنے کے لیئے سوانحی لغات یا ماخذات سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

● شخصی امداد :-

تحقیق میں صرف کتابی اور غیر کتابی مواد ہی سے معلومات اخذ نہیں کی جاتیں بلکہ موضوعِ زیرِ تحقیق پر ماہرین سے گفتگو کی جاتی ہے اور ان کے خیالات سے استفادہ کیا جاتا ہے اور یہ جاننا بہت ضروری ہے کہ زیرِ تحقیق موضوع پر ماہرین کون ہیں اور کہاں ہیں اور ان سے کس طرح رابطہ قائم کیا جا سکتا ہے۔ اس کے لیئے معیاری سامان میں ماخذات اور ٹیلی فون ڈائریکٹریز مدد کر سکتی ہیں۔

● مفروضہ کا تعیّن :-

موضوع سے متعلق داخلی اور خارجی شواہد کی فراہمی کے بعد اگلا قدم تحقیق کے لیئے کتاب کے مصنف کی قدر و منزلت، اس کے معیار اور اثرات کی تلاش ہے۔

تحقیق میں ایک مفروضہ قائم کیا جاتا ہے اس کے متعلق مثبت اور منفی مواد کا مطالعہ کر کے اپنے قیاس یا مفروضہ کے لیئے ثبوت فراہم کیا جاتا ہے۔ گویا داخلی و خارجی شواہد کی روشنی میں ثبوت فراہم کرنے اور جو شہادتیں مخالف یا متبادل رائیں ظاہر کرتی ہیں اُن کا باریک بینی اور غیر جانبداری سے مطالعہ کر کے حقیقت دریافت کرنا ہی حاصلِ تحقیق ہے۔

ہر تحقیق میں مفروضہ ضروری نہیں ہوتا۔ لیکن ہر تحقیق کے لیئے اس کا بنیادی تصور ہمیشہ سے موجود ہوتا ہے۔

ا۔ ایسا عمومی نظریہ یا حاصل کلام جو معیّن نتائج کے قریب تر ہو "مفروضہ" کہلاتا ہے۔

ب۔ کسی معیّنہ تحقیق کا ایک عارضی نتیجہ جو تحقیق سے قبل ہوتا ہے اور پھر اس کی مدد سے وہ حقائق وشواہد، اعداد و شمار اور دستاویزات تلاش کرتا ہے۔

ج۔ آخری مرحلہ پر مکمل تحقیق کے بعد "آخری مفروضہ" اپنی پوری جانچ پڑتال کے بعد متعیّن ہوتا ہے، جو تحقیق کی تصدیق کرتا ہے اور اس کے مطابق نتائج برآمد کرتا ہے۔

۱۔ جو تمام اعداد و شمار کی سچائیوں کی روشنی میں وضاحت کرتا ہے۔

۲۔ جو LAW OF PARSIMONY کو دیگر نظریات سے زیادہ بآسانی اعداد و شمار سے حقائق کا اظہار کرتا ہے۔

۳۔ یہ ہر چند نئی تحقیق میں بالخصوص اور تلاش و جستجو میں بالعموم نتیجہ خیز ثابت ہوتا ہے۔

طریقۂ تحریر :-

دریافت حقیقت کے بعد آخری مرحلہ پر مقالہ تحریر کیا جاتا ہے۔ مقالہ کو سپرد قلم کرنے کے لیئے ان چند اہم نکات کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

۱۔ زبان صاف، سادہ اور بامحاورہ ہو۔ دقیق الفاظ کے استعمال کی دانستہ کوشش مقالہ کو گنجلک بنا دیتی ہے۔

۲۔ جملے چھوٹے اور مربوط ہوں۔ بڑے بڑے پیچیدہ جملوں میں مضمون خبط ہو جاتا ہے اور قاری کے لیئے سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے۔

۳۔ جملوں میں قواعد کو ملحوظ رکھا جائے۔

۴۔ ہر نئی بات کے لئے الگ پیراگراف اختیار کیا جائے۔

۵۔ ابواب کی ترتیب وہی ہو جو خاکہ میں منظور شدہ ہو۔

۶۔ ہر بات اپنی جگہ مکمل اور دوسرے ابواب سے مربوط ہو۔

۷۔ متن میں جہاں جہاں اقتباسات درج ہوں انہیں واوین (" ") سے ظاہر کیا جائے تاکہ سرقہ کے الزام سے بچا جا سکے۔

۸۔ تحقیقی مقالات میں مبالغہ آمیز زبان کے استعمال سے اجتناب کرنا چاہیئے۔

۹۔ ہر صفحہ پر درست نمبروں کے ساتھ حواشی درج کئے جائیں۔ کیونکہ بغیر صحت مند اور درست حوالوں کے کوئی تحریر معیاری نہیں سمجھی جاتی۔ حوالہ جات کا مقصد ماخذ کا ثبوت فراہم کرنا ہے اور دشمن کے لیئے سند پیش کرنا ہے اس لیئے اُن کے درست اور مکمل اندراجات پر بڑی توجہ کی ضرورت ہے۔

۱۰۔ مقالہ ٹائپ کراتے ہوئے دونوں جانب سادہ حاشیہ کافی چھوڑنا چاہیئے اور مقالہ کی کئی کاپیاں ٹائپ کرانی چاہئیں۔

۱۱۔ ٹائپ ہو جانے کے بعد اس کا مطالعہ بنظرِ غائر بڑی احتیاط اور بڑی توجہ سے کرنا چاہیئے کیونکہ ٹائپ کی غلطیوں سے صحتِ متن متاثر ہوتی ہے اور حوالہ جات کے درست اور مکمل نہ ہونے کی بناء پر مقالہ کو بھی رد کیا جا سکتا ہے۔

۱۲۔ جلد بندی میں بھی احتیاط لازمی ہے۔ جلد شوخ رنگ کی اور چمکدار نہیں ہونی۔ تحقیقی مقالہ کی جلد کا ایسا رنگ مقرر کیا جائے جس سے محقق کے ذوقِ لطیف، سنجیدگی اور بُردباری کی عکاسی ہو۔

۱۳۔ جلد پر مقالہ کا نام، محقق کا نام، شعبہ کا نام اور سن تحقیق باقاعدہ کندہ کرایا جائے اور جلد پر پھول پتیاں بنانے سے گریز کیا جائے۔

۱۴۔ مقالہ کے لئے معیاری سائز اور معیاری کاغذ کا خیال رکھنا چاہیئے۔

۱۵۔ اس بات کی بھی کوشش کرنی چاہیئے کہ کوئی اچھی قسم کا ٹائپسٹ میسّر آجائے جو پہلے سے ہی مقالہ جات کی ٹائپنگ سے بخوبی واقف ہو اور جلد ساز بھی اچھا ہو تو بہتر ہے۔

● جلد :-

جلد پر عنوان اس طرح درج کیا جائے :-

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ایک رہبرِ کامل"
شریف احمد طاہر
جناح کالج
لاہور
۱۹۸۷ء

● Title :-

ٹائیٹل پر عبارت اس طرح ہو :-

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ایک رہبرِ کامل"
شریف احمد طاہر
جناح کالج
لاہور
۱۹۸۷ء

● ٹائیٹل کی پشت پر :-

۲۹۷،۸۹۳ طاہر شریف احمد
ط ا ھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم:
ایک رہبرِ کامل
لاہور۔ جناح کالج، ۱۹۸۷
۱۰۰۱ ۸۰۰ ص

● صفحہ ا :-

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ایک رہبرِ کامل"
شریف احمد طاہر
یہ مقالہ بغرض امتحان ایم اے لکھا گیا
جناح کالج
لاہور
۱۹۸۷ء

● صفحہ ب :-

جناح کالج
شعبہ سیرت و سوانح
۱۹۸۷ء

تصدیق نامہ

تصدیق کی جاتی ہے کہ شریف احمد طاہر نے میری ہدایت کے مطابق بعنوان "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم: ایک رہبرِ کامل" یہ مقالہ لکھا۔ میں سفارش کرتا ہوں کہ مقالہ ایم اے کے امتحان کو مکمل کرنے کے لیے منظور کیا جائے۔

دستخط نگران مقالہ ....
" صدر شعبہ ....

سفارش برائے منظوری بموجودگی کمیٹی امتحانات ۱۹۸۶ء
دستخط ۱- .... ۲- ....
۳- .... ۴- ....

● صفحہ ج :-

پیش لفظ

اسے پرنسپل، نگران مقالہ، صدر شعبہ یا کوئی

دوسرا عالم لکھے۔ مقالہ نگار نہیں لکھے گا۔

• صفحہ د :-

انظہارِ تشکر

جنہوں نے مقالہ نگار کی کسی بھی رنگ میں مدد کی ہوتی ہے اُن کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

• صفحہ ھ :-

ابتدائیہ

اسے مقالہ نگار خود لکھے۔

اب یہاں سے باب اوّل شروع ہو گا۔

(باقی آئندہ)

نازِ محبّت

(حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نوّر اللہ مرقدھا)

دنیا میں حاکموں کو حکومت پہ ناز ہے
جو ہیں شریف اُن کو شرافت پہ ناز ہے

عابد کو اپنے زُہد و عبادت پہ ناز ہے
اور عالموں کو علم کی دولت پہ ناز ہے

حُسنِ رقم پہ ناز ہے مضموں نگار کو
پھر کاتبوں کو حُسنِ کتابت پہ ناز ہے

ماہر کو ہے یہ ناز کہ حاصل ہے تجربہ
عاقل کو اپنے فہم و فراست پہ ناز ہے

جن کی بہادری کی بندھی دھاک ہر طرف
تن تن کے چل رہے ہیں شجاعت پہ ناز ہے

صنعت پہ اپنی ناز ہے صنّاع کو اگر
مُوجد کو اپنی طبع کی جودت پہ ناز ہے

ماہر ہے سرجری میں تو ہے ڈاکٹر کو ناز
حاذق ہے گر طبیب طبابت پہ ناز ہے

بیمار کو ہے ناز کہ "نازک مزاج" ہوں
جو تندرست ہیں انھیں صحّت پہ ناز ہے

مُنعم کو ہے یہ ناز کہ قبضہ میں مال ہے
عزّت خدا نے دی ہے تو عزّت پہ ناز ہے

"ہیں مال مست امیر تو ہم کھال مست ہیں" — اِس رنگ میں غریب کو غربت پہ ناز ہے

مانا کہ انکسار بھی داخل ہے خُلق میں — پر کچھ نہ کچھ خلیق کو سیرت پہ ناز ہے

گوشہ نشیں کو ناز ہے یہ "بے ریا ہُوں مَیں" — جو نامور ہوئے اُنہیں شہرت پہ ناز ہے

نازاں ہے اس پہ جس کو فصاحت عطا ہوئی — جادُو بیاں کو اپنی طلاقت پہ ناز ہے

پایا جنھوں نے حُسن وہ اس مَے سے مست ہیں — ہر اک سے بے نیاز ہیں صورت پہ ناز ہے

اُڑ کر کہاں کہاں نہ گیا طائرِ خیال — شاعر کو اپنے زورِ طبیعت پہ ناز ہے

دیکھو جسے غرض کہ وہی مستِ ناز ہے — وحشی بھی ہے اگر اُسے وحشت پہ ناز ہے

فانی تمام ناز ہیں باقی ہے اُس کا ناز — جس کو بقا پہ ناز ہے وحدت پہ ناز ہے

جانِ جہاں! تجھی پہ تو زیبا ہے ناز بھی — یہ کیا! کہ چند روز کی حالت پہ ناز ہے

کیونکر کہوں کہ ناز سے خالی ہے میرا دل

پیارے مجھے بھی تیری محبّت پہ ناز ہے

○

شب انتظار کے بعد

سفر انگلستان اور وصال محبوب کی کیف آور یادیں

(مکرم وسیم احمد صاحب ظفر مربی سلسلہ احمدیہ)

ایک طویل شب فراق کے بعد اپنے محبوب آقا سے ملاقات کا تصور ہی میرے اندر خوشی کے ایسے جذبات پیدا کر رہا تھا جن کی لذت کو الفاظ میں بیان کرنا ناممکن ہے۔ اس کی حقیقت ایک سچا عاشق ہی جان سکتا ہے جس کو ایک طویل، المناک اور تڑپا دینے والی جدائی کے بعد اپنے اس محبوب سے ملنے کی آس لگی ہو جو اس کی زندگی کا حصہ بن چکا ہو اور اس کے وجود پر چھا چکا ہو۔ اسی خوشی اور مسرت کے جذبات کا طوفان لئے خاکسار نے بھی جولائی ۱۹۸۶ء میں جلسہ سالانہ لندن کے لئے رخت سفر باندھا (جس کا تمام تر انتظام خاکسار کے بھائیوں نے کیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے) اور مختصر تیاری کے بعد ۲۴ جولائی ۱۹۸۶ء کی صبح کو خاکسار برٹش ایرویز کے ذریعہ اسلام آباد سے لندن کے لئے روانہ ہوا۔ اپنی زندگی کے اس پہلے تاریخی فضائی سفر کے دوران اللہ تعالیٰ کی بے انتہا قدرتوں اور اس کے جلووں کو دیکھ کر بے اختیار دل حمد کی طرف مائل ہوا اور حضرت اقدس کا یہ شعر حقیقت کے روپ میں یاد آنے لگا کہ

ع

چشم مست ہر حسیں ہر دم دکھاتی ہے تجھے
ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خمدار کا

مختصر یہ کہ ہوا کے دوش پر سفر کرتے ہوئے جہاز مسلسل لندن کے فاصلہ کو کم کر رہا تھا۔ اور آخر وہ لمحہ بھی آ گیا جب یہ اعلان ہوا کہ کچھ ہی دیر میں جہاز لندن کے انٹرنیشنل ایرپورٹ "ہیتھرو" پر لینڈ کرنے والا ہے۔ دل کی عجیب حالت تھی۔ شوق کا عالم یہ کہ جہاز ابھی پوری طرح رکنے بھی نہ پایا تھا کہ اپنا سامان سنبھالا اور دروازہ پر آ کھڑا ہوا اور اس کے کھلتے ہی باہر نکل آیا۔ اور ایرپورٹ کی ضروری کارروائی کے بعد جونہی باہر نکلا سامنے ڈیوٹی پر موجود خدام "احمدیت" کی تختی اٹھائے نظر آئے۔ انہوں نے نہایت تپاک سے ہمارا خیر مقدم کیا اور ربوہ کے جلسہ سالانہ کی یاد سے آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ رات کے ۹ بج رہے تھے اس لئے خاکسار ڈیوٹی پر موجود خدام کی راہنمائی میں اپنے خالو مکرم شیخ محمد حسن صاحب کے گھر آ گیا۔ جہاں میرا مستقل قیام رہا۔ اور تمام گھر والوں نے مہمان نوازی کا پورا پورا حق ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھی اور ان تمام لندن کے احباب کو بھی جزائے

خیر عطا فرمائے جنہوں نے نہایت خندہ پیشانی سے حضرت اقدس کے مہمانوں کی خوب خوب خدمت کی۔ رات جوں کی توں گزاری۔ اگلے دن صبح ہوتے ہی تیاری کر کے اسلام آباد (لندن) پہنچ گیا۔ وہاں نظارہ ہی کچھ اور تھا۔ دنیا کے کونے کونے سے احمدیت کے پروانے اُمڈے چلے آرہے تھے۔ سالوں کے بچھڑے ہوئے لوگ ایک دوسرے سے مل رہے تھے محبت و پیار کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ یہ خدا تعالےٰ کے فضلوں اور اس کی رحمتوں کی بارش تھی جو ہر طرف برستی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ میری نگاہیں ان تمام نظاروں سے لطف اندوز ہونے کے ساتھ ساتھ اُس وقت کی منتظر اور متلاشی تھیں جب پردے کی کسی اوٹ سے میرے آقا کا نورانی چہرہ نمودار ہو تو میں اس کے دیدار سے تسکین کا جام پی سکوں۔ اور آخر کار جدائی غم کی گھڑیاں اُس وقت ختم ہو گئیں جب حضور نمازِ جمعہ پڑھانے کے لیے اپنی قیامگاہ سے باہر نکلے۔ چہرۂ مبارک پر نظر پڑتے ہی بے اختیار آنکھوں سے تشکر و محبت کے آنسو جاری ہو گئے۔ یوں معلوم ہوا جیسے کسی نے زخمی دل پر مرہم کا پھایا رکھ دیا ہے۔ آپ کے نورانی چہرہ کو کیا دیکھا سورج کو عین مغرب سے طلوع ہوتے ہوئے دیکھا۔

جمعہ کے بعد جلسہ سالانہ شروع ہوا اور تین دن جاری رہا۔ اس تمام عرصہ میں حضور کا دیدار کرنے اور آپ کے روح پرور خطابات سُننے کا موقع ملا۔ ویسے تو سارا جلسہ ہی مسحور کن تھا۔ لیکن آخری دن جب حضور کی نظم کا یہ دلآویز شعر پڑھا گیا ؎

دیارِ مغرب سے جانیوالو دیارِ مشرق کے باسیوں کو
کسی غریب الوطن مسافر کی چاہتوں کا سلام کہنا

تو اس وقت سارے پنڈال میں ایک عجیب کیفیت طاری تھی۔ کوئی آنکھ ایسی نہ تھی جو نم نہ ہوئی۔ کوئی دل ایسا نہ تھا جو گداز نہ تھا اور کوئی وجود ایسا نہ تھا جو تڑپ نہیں رہا تھا۔ خود حضور کی حالت بھی وفورِ جذبات کی وجہ سے ناقابلِ بیان تھی۔ اور پھر معًا بعد جب دُعا شروع ہوئی تو سسکیوں اور آہوں کا ایک تند و تیز سیلاب تھا جو سارے بند توڑ کر اُمڈ آیا۔ ایسا رقت آمیز منظر تھا جس کی لذت آج بھی باقی ہے۔

جلسہ ختم ہونے کے بعد اگلے دن حضور نے ان تمام احباب کو شرفِ مصافحہ و معانقہ بخشا جو جلسہ سے قبل ملاقات نہ کر سکے تھے۔ چنانچہ خاکسار نے بھی خوش قسمتی سے ملاقات کر کے برکت حاصل کی۔ یہ میری پہلی ملاقات تھی۔

جہاں تک جلسہ سالانہ کے انتظامات کا تعلق ہے تمام انتظامات ہی نہایت اعلیٰ تھے۔ خصوصًا کھانے اور رہائش کا انتظام بہت اچھا تھا۔ علاوہ ازیں ہزاروں آدمیوں کے لیئے صبح سے لیکر شام تک ہر وقت چائے کا انتظام بھی نہایت مؤثر تھا۔ غرضیکہ ہر شعبہ میں احباب جماعت لندن مبارکباد کے مستحق ہیں جنہوں نے انتھک محنت، بے لوث محبت اور نہایت جوش اور جذبہ کے ساتھ اپنی ڈیوٹیوں کو ادا کیا۔ جلسہ کے دوران مختلف قسم کے سٹال بھی لگائے گئے جنہوں نے جلسہ کی رونق کو چار چاند لگا دیئے۔ اس دوران موسم نہایت خوشگوار رہا اور پوری طرح لطف اُٹھانے کا موقع ملا۔

لندن میں میرا قیام ۱۰ روز کا رہا جس کے بعد قریباً پونے تین ماہ نیویارک (امریکہ) میں اپنے بہن بھائیوں اور عزیزوں کے ہاں قیام کیا اور دورانِ عرصہ جہاں مختلف جگہوں کی سیر کرنے کا موقع ملا وہاں مانٹریال (کینیڈا) جانے کا بھی اتفاق ہوا جہاں حضور پُرنور کے وجود سے برکت حاصل کرنے کا دوبارہ شرف حاصل ہوا اور انفرادی ملاقات کے علاوہ اجتماعی ملاقاتوں اور مجالسِ عرفان میں شرکت کی بھی سعادت حاصل کی۔ یہاں کی مجلسِ عرفان کے دو ایمان افروز واقعات بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے میرے دل پر گہرا اثر چھوڑا۔

پہلا تو یہ کہ مجلسِ عرفان میں ایک دوست نے سوال کیا کہ "حضور ربوہ کے کوئی حالات بتائیں؟" اس کے ساتھ ہی ہر آنکھ نے جو درد انگیز نظارہ دیکھا اُسے ضبطِ تحریر میں لانا مشکل ہے۔ حضور کی آنکھوں سے شدتِ غم کے مارے آنسو رواں ہو گئے اور وفورِ جذبات سے آپ کی حالت اتنی غیر ہو گئی کہ بات کرنا مشکل ہو گئی۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ گویا حضور چشمِ تصور میں اہلِ ربوہ کو دیکھ رہے ہوں۔ ہر فرد پر اس بات کا گہرا اثر تھا اور تمام مجلس میں کئی منٹ تک سناٹا چھایا رہا۔

دوسرا ایمان افروز واقعہ یہ ہے کہ ایک دوست نے عرض کی کہ حضور میرا پوتا ہوا ہے اس کا نام رکھ دیں۔ حضور نے بلا توقف فرمایا "ثمر احمد" رکھ لیں۔ اتنے میں جن کے ہاں بیٹا ہوا تھا وہ اندر آئے تو اُن کو بتایا گیا کہ حضور نے آپ کے بیٹے کا نام "ثمر احمد" تجویز فرمایا ہے۔ اس پر وہ حیرت سے حضور سے کہنے لگے کہ میری بیوی نے حضور کو خط لکھا تھا۔ چند دن قبل ہی اس کا جواب ملا ہے اُس میں بھی حضور نے "ثمر احمد" ہی نام تجویز فرمایا ہے۔ حضور اِس توارد پر بہت خوش ہوئے اور یہ واقعہ تمام حاضرین کے لئے ازدیادِ ایمان کا باعث ہوا۔

امریکہ سے پاکستان واپسی پر دوبارہ لندن میں حضور کی ملاقات کی غرض سے ٹھہر گیا۔ اس دوران دو مرتبہ حضور پُرنور نے نہایت شفقت و محبت کے ساتھ انفرادی ملاقات کا شرف بخشا اور علاوہ مصافحہ و معانقہ کے تصاویر اتروانے کا بھی موقع ملا۔ ۱۹ نومبر کو واپسی کے لئے سیٹ ریزرو تھی۔ ۱۸ نومبر کو الوداعی ملاقات کے لئے حضور کے کمرہ میں داخل ہوا ہی تھا کہ حضور نے نظر ڈالتے ہی بڑی محبت و پیار سے مگر درد بھرے غمگین لہجہ میں فرمایا:۔

"پھر صبح جا رہے ہو؟"

بڑی مشکل سے عرض کیا "جی ہاں۔ حضور" اس کے ساتھ ہی حضور نے اِس عاجز و گناہ گار کو اپنے سینے سے لگا لیا اور کافی دیر تک اپنے مقدس وجود سے چمٹائے رکھا۔ اپنی اِس خوش قسمتی پر اور جدائی کے غم میں بے اختیار میری آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ حضور نے میرے گال پر تھپکی دی اور گردن پر بوسہ دیا اور بمشکل تمام اتنا فرمایا:۔

"جاؤ..... خدا حافظ۔ سب کو میرا محبت و پیار بھرا اسلام کہنا۔"

حضور کے چہرۂ مبارک سے جدائی کا غم صاف عیاں ہو رہا تھا۔ واپس آنے سے قبل ہمت کر کے خاکسار نے عرض کیا کہ حضور اپنا کوئی تبرک دے دیں جس پر حضور

ی شفقت سے فرمایا "کیا لینا ہے؟"
عرض کیا "اپنا رومال یا کوئی اور چیز دیدیں"۔
حضور نے اپنی جیب سے رومال نکالا، اپنے
د پونچھے۔ جب دینے لگے تو فرمایا:۔
"ٹھہرو۔ خوشبو تو لگا دوں"۔
چنانچہ اپنی دراز سے سینٹ نکال کر رومال کو
دیا اور ایک مرتبہ پھر خدا حافظ کہہ کر محبت
دعاؤں کے ساتھ اس عاجز کو رخصت کیا۔
واقعۃً بعض لمحات ایسے ہوتے ہیں جو وجود
عصہ بن جاتے ہیں۔ یہ ایسے ہی لمحات تھے، کاش
لمحات ٹھہر جاتے اور میں اپنے محبوب کے
ک وجود سے برکتیں سمیٹتا رہتا۔
اللہ تعالیٰ ہم سب پر اپنا فضل فرمائے۔
ی کے دنوں کو چھوٹا کر دے۔ ہماری خوشیوں
سامان پیدا فرمائے اور جلد ہمارے پیارے آقا
ا ایسی کے سامان پیدا فرمائے (آمین)

نمایاں کامیابی

عزیزہ مس امۃ المتین صاحبہ بنت چوہدری عبد اللطیف صاحب
و ٹننٹ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ و صدر محلہ دار العلوم جنوبی
ہ نے زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے امتحانات ۸۶-۱۹۸۵ء
بائیو کیمسٹری ایم ایس سی میں خدا تعالیٰ کے فضل سے اوّل
یشن حاصل کی ہے انہوں نے یہ پوزیشن نہ صرف اپنے ڈیپارٹمنٹ
یوری سائنس فیکلٹی میں حاصل کی ہے۔ تمام احباب جماعت
عا کریں کہ اللہ تعالیٰ انکی یہ کامیابی ان کیلئے مزید دینی و
وی ترقیات کا پیش خیمہ بنائے۔

(مبارک احمد خالد مینجر ماہنامہ خالد۔ ربوہ)

ماہنامہ خالد کے خریداران سے

درخواست

یہ امر ہمارے لئے باعث مسرت ہے کہ آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے ماہنامہ خالد کے خریدار ہیں۔ اور ہم آپ کی خدمت میں باقاعدگی کے ساتھ ہر ماہ رسالہ بھجواتے ہیں۔

اگر آپ کو کسی ماہ کا رسالہ نہ ملے تو خط لکھ کر منگوالیں!

نیز اپنا چندہ خریداری بھی بھجواتے رہیں۔

(مینجر ماہنامہ خالد۔ ربوہ)

ملک ملک کی دلچسپ، معلوماتی اور فکر انگیز خبریں

۱۔ تدریسِ قرآن کے لیے کیسٹس

بھارت میں تجویدِ قرآن کی ایسی کیسٹس مارکیٹ میں آئی ہیں جن کی مدد سے ۱۲۵ گھنٹوں کی تدریس کے دوران قرآن پڑھنا سیکھا جا سکتا ہے تعلیم القرآن کا یہ جدید نظام فنی اور تعلیمی ماہرین کی وسیع ریسرچ کے بعد تیار کیا گیا ہے۔

(روزنامہ جنگ، لاہور ۲۴ مئی ۱۹۸۷ء صا)

۲۔ قرآنی نظریات

کائنات کے بارے میں آج جتنے بھی تمام نظریات پیش کئے گئے ہیں وہ سب قرآنِ پاک میں تخلیقِ کائنات کے بارے میں پیش کردہ نظریے کے مطابق ہیں۔ جبکہ بائیبل میں اس سے مختلف نظریات پیش کئے گئے ہیں۔ اوٹاوہ یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر موراٹس بوکیلی جو "بائیبل، دی قرآن اینڈ سائنس" کے مصنف ہیں نے اوٹاوہ مسلم ایسوسی ایشن کی طرف سے منعقد کردہ ایک سیمینار میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قرآن پاک میں تسخیرِ کائنات اور قدرتی تغیرات کے بارے میں جو نظریہ پیش کیا گیا ہے ان کو صدیوں کے بعد سائنس کے ذریعے بھی ثابت کیا گیا ہے جبکہ آسمانی مخلوق کے بارے میں قرآنی تعلیمات کو بھی حالیہ جدید سائنسی معلومات میں تسلیم کیا گیا ہے انہوں نے کہا کہ قرآن پاک کو سمجھنے میں جو رکاوٹیں در پیش ہیں اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ عربی کے تراجم اُن لوگوں نے کیئے جو سائنس اور سائنسی اصطلاحات نہیں جانتے تھے۔

ڈاکٹر بوکیلی نے قرآنی تعلیمات کے عمیق مطالعہ کے لیئے عربی زبان کی تعلیم خصوصی طور پر حاصل کی۔

(روزنامہ جنگ لاہور ۲۰ مئی ۱۹۸۷ء صا)

۳۔ "قرآن کوشو" کی رسم

سلطنت عمان میں صدیوں سے ۱۵ رمضان کو بچے "قرآن کوشو" نامی ایک رسم مناتے ہیں۔ ہر عمر کے بچے اکٹھے ہو کر اس بات کا اعادہ کرتے ہیں کہ آدھے روز گزر چکے ہیں اور ماہِ رمضان ختم ہونے کے قریب ہے۔ اپنے دروازے کھول دو اور غریب اور نادار لوگوں کی مدد کرو۔ قرآن کوشو کی رسم کا پیغام

ناداروں کی مدد ہے۔ پرانے زمانے میں بچے ۱۵ رمضان کی رات کو دیئے جلا کر ہر گھر کے لکڑی کے دروازے پر زور سے دستک دیتے اور گھر والوں سے تحفے کا مطالبہ کرتے۔ اس موقع پر عام طور پر لوگوں نے حلوہ کا انتظام کر رکھا ہوتا تھا۔ چنانچہ بچوں کو تحفے میں یہ حلوہ پیش کیا جاتا جس پر بچے خوش ہو کر تالیاں بجاتے اور قرآن کو شو گاتے۔ اس گانے کے ساتھ بچے سیٹیاں اور گھونگھے بھی بجاتے۔ گزشتہ سال اس روایت کے اعادہ کے لیے ایک کمپنی نے خصوصی انتظامات کئے۔ بچے رنگا رنگ ملبوسات میں اس رسم میں شریک ہوئے اور بعد ازاں بچوں نے پورے شہر کا چکر لگایا۔ اور لاکھوں کی تعداد میں تحائف وصول کئے۔ جو بعد ازاں ناداروں میں تقسیم کر دیئے گئے۔

(روزنامہ جنگ لاہور ۲۵ مئی ۱۹۸۷ء ص)

۴۔ کرکٹ اور نمازِ تراویح

پشاور۔ پیر کے روز یہاں مسجد ابراہیم خیل میں مبینہ طور پر فضل الٰہی عرف شیخے نوجوان نے نمازِ تراویح کے دوران اپنے کانوں پر ہیڈ فون لگا کر نماز ادا کی۔ اور نماز کے ساتھ ساتھ ریڈیو پر رواں کرکٹ میچ کی کمنٹری سے محظوظ ہوتا رہا۔

(جنگ ۲۶ مئی ۱۹۸۷ء ص)

۵۔ عیسائیوں کا نیا فرقہ

امریکہ میں مسیحیوں کا ایک نیا فرقہ مقبولیت حاصل کر رہا ہے۔ جس کا نعرہ "مسرت، انصاف، امن اور بنیادی برکت" کو فروغ دینا ہے۔

۹ رجون کو یہ فرقہ برطانیہ کے ایک چرچ میں تقریب کے ذریعہ اپنی تبلیغ شروع کرے گا۔ اس فرقہ کا نام "روحانیت کی تخلیق" ہے۔ امریکہ میں اس فرقہ کی بنیاد دس سال قبل فادر میتھیو فاکس نے رکھی تھی۔ اس فرقہ کا دعویٰ ہے کہ صرف اسی کے نظریات کو اپنانے سے دنیا ایٹمی تباہی سے بچ سکتی ہے۔ فاکس نے اپنے گھر میں ایک کتا پال رکھا ہے جسے وہ اپنا روحانی آقا قرار دیتا ہے۔

(جنگ ۲۸ مئی ۱۹۸۷ء ص)

۶۔ گرجا گھر اور بچے

چرچ آف انگلینڈ میں اس بات پر اختلاف پیدا ہو گیا ہے کہ کیا بچوں کو گرجا گھروں میں آنے سے روک دینا چاہیئے یا نہیں۔ ایک حلقے کی رائے ہے کہ بچے گرجا گھروں میں عبادت کی تقریب میں کچھ بھی نہیں سمجھ سکتے اس لیے اُن کی وہاں آمد پر پابندی لگا دی جائے۔ یہ بچے وہاں دوسرے عبادت گزاروں کی توجہ بھی ہٹاتے ہیں۔ تاہم چرچ کے معمر ارکان اس پابندی کے خلاف ہیں۔

(جنگ ۲۹ مئی ۱۹۸۷ء ص)

۷۔ "سب" کے لیے

برطانیہ میں رومن کیتھولک ادارے کو ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ وہ "ماس کی مقدس عبادت" کی دعا سے "مردوں" کے الفاظ نکال دیں۔ تاکہ یہ تاثر ختم ہو جائے کہ دعا میں سے عورتوں کو باہر رکھا گیا ہے۔ یہ ہدایات رومن کیتھولک بشپس کی کانفرنس میں

دی گئیں۔ ہدایت میں کہا گیا ہے کہ مردوں کی جگہ 'سب' کا لفظ بولا جائے۔

(جنگ ۲۹ رمئی ۱۹۸۷ء صٹ)

۸۔ نیا تاج محل

بیسویں صدی کا تاج محل وہ عمارت ہے جو بہائی فرقہ نے دہلی میں اپنے معبد کے طور پر تعمیر کی ہے۔ اس پر ۹ ملین ڈالر کی رقم خرچ ہوئی ہے۔ اور اس کے لیئے سنگِ مرمر یونان سے لایا گیا ہے۔ اس کی بلندی ۴۰.۸ میٹر ہے اور اس میں ۲ ہزار افراد کے لیئے عبادت کرنے کی گنجائش ہے۔

(جنگ ۱۹ رمئی ۱۹۸۷ء صٹ)

۹۔ چنگیز خان پر کتاب

ہوہوٹ۔ تیرھویں صدی کے عظیم سپہ سالار، مدبّر اور فاتح چنگیز خان کے حالاتِ زندگی پر پہلی کتاب شائع ہو گئی ہے جس میں بہت سے نقشے اور تصویریں دی گئی ہیں جس سے چنگیز خان کے حالاتِ زندگی اور خاندان کے دیگر افراد کے بارے میں معلومات ملتی ہیں۔ چنگیز خان ۱۱۶۳ء میں پیدا ہوا۔ اس نے ۱۲۲۷ء میں وفات پائی۔ اس نے ۱۲۰۶ء میں منگولیا کے قبائل متحد کر کے منگول حکومت کی بنیاد ڈالی۔

(جنگ ۲۴ رمئی ۱۹۸۷ء صٹ)

۱۰۔ کم عمر شراب نوش

کم عمر برطانوی بچوں میں شراب نوشی کا رجحان خطرناک حد تک بڑھ رہا ہے۔ ایک سروے کے مطابق ۲۴ فیصد بچوں نے اعتراف کیا کہ وہ ۹ سال کی عمر کو پہنچنے سے پہلے ہی شراب پی چکے ہیں۔ یہ سروے محکمۂ صحت کی طرف سے کیا گیا تھا۔ ۱۳ برس کی عمر کے بچوں میں سے ۲۹ فیصد لڑکوں اور ۱۱ فیصد لڑکیوں نے بتایا کہ وہ ہر ہفتے باقاعدگی سے شراب نوشی کرتے ہیں۔ ۱۵ برس کی عمر کے ۵۲ فیصد لڑکوں اور ۴۵ فیصد لڑکیوں نے بتایا کہ وہ ہر ہفتے شراب پینے کے عادی ہیں۔

سروے میں بتایا گیا ہے کہ گزشتہ ۲۰ برسوں میں برطانوی بچوں میں شراب پینے کی عادت میں ۳ گنا اضافہ ہوا ہے۔ ملک کے ہسپتالوں میں ہر سال ایک ہزار ایسے بچوں کو لایا جاتا ہے جو کثرت شراب نوشی سے بیمار ہو گئے تھے۔ علاوہ ازیں شراب نوشی سے مرنے والے بچوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔

(جنگ ۳ رجون ۱۹۸۷ء صٹ)

۱۱۔ عجیب الخلقت بچوں کی پیدائش

سڈنی کے کنگ جارج دوئم ہسپتال میں گزشتہ روز ایک ۱۹ سالہ خاتون نے دو ایسے جڑواں بچوں کو جنم دیا ہے جن کا اوپر کا آدھا آدھا دھڑ علیحدہ ہے جبکہ نچلا آدھا دھڑ ایک ہی ہے۔ یعنی دونوں جڑواں بچوں کی دو ٹانگیں ہیں۔ ہسپتال کے سرجن ڈاکٹر ہگ مارٹن نے کہا ہے کہ یہ عجیب قسم کی ولادت ہے۔ بہرحال ڈاکٹر جڑواں بچوں کو علیحدہ کرنے کے بارے میں غور کر رہے ہیں۔ ڈاکٹروں کے مطابق دونوں جڑواں بچوں کی حالت تسلی بخش ہے۔

(جنگ ۲۷ رمئی ۱۹۸۷ء صٹ)

۱۲۔ ابوظہبی کے ایک ہسپتال میں ایک اٹھائیس سالہ ایرانی خاتون نے ہفتے کے روز دو جڑواں بچوں کو جنم دیا جن کا سینے سے لیکر پیٹ تک کا حصہ ایک دوسرے سے جڑا ہوا ہے۔ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ دونوں کا ایک ہی مشترکہ دل ہے۔ پیدائش کے وقت ان کی حالت بہتر نہیں تھی لیکن اب ان کی حالت بہتر ہو رہی ہے۔ ڈاکٹروں کے مطابق دونوں کے جسم علیحدہ کرنا بہت مشکل ہوگا۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ایک کی زندگی بچانے کے لیے کسی ایک بچے کی زندگی کی قربانی دینا پڑے۔

(جنگ ۲۷ مئی ۱۹۸۷ء صٹ)

۱۳۔ گھر میں باؤنڈری لائن

بنگلہ دیش میں ایک خاندان ایسا بھی ہے جس کے گھر سے باؤنڈری لائن گزرتی ہے۔ یہ خاندان موتی نگر میں رہتا ہے جسے چالیس سال قبل ریڈکلف نے تقسیم کر دیا جسے قیام پاکستان کے وقت بھارت اور پاکستان کے مغربی اور مشرقی حصوں کے درمیان باؤنڈری لائن قائم کرنے کے لیے مقرر کیا گیا تھا۔ اہل خانہ کو بیڈروم سے باورچی خانہ جانے تک سرحد عبور کرنا پڑتی ہے۔ اہل خانہ کا ڈرائنگ روم بنگلہ دیش میں اور باورچی خانہ بھارت میں ہے۔

(روزنامہ جنگ لاہور ۲۵ مئی ۱۹۸۷ء صلہ)

۱۴۔ چوری کی سزا

چین میں تین ڈاکوؤں کو جمعہ کے روز سزائے موت دے دی گئی۔ شنگھائی کی عدالت نے تقریباً ساڑھے سولہ ہزار ڈالر مالیت کی اشیاء چرانے پر انہیں موت کی سزا سنائی اور اس پر روایات کے مطابق فوراً ہی عملدر آمد کر دیا گیا۔ چین میں عموماً سزا سنائے جانے کے فوراً بعد ہی عملدر آمد کر دیا جاتا ہے اور ملزم کو سر کے پچھلے حصے میں گولی مار کر ہلاک کیا جاتا ہے اور گولی کی قیمت اسکے خاندان والوں سے وصول کی جاتی ہے۔

(جنگ ۲۴ مئی ۱۹۸۷ء صٹ)

۱۵۔ ڈیتھ سکواڈ

برازیل کی ایک اخبار کی اطلاع کے مطابق ۱۹۸۷ء کے چار ماہ میں تھنڈر سلوپ کے علاقے میں خفیہ تنظیم ڈیتھ سکواڈ نے ۸۵۲، افراد کو ہلاک کر دیا۔ ۳۵ لاکھ کی آبادی والا یہ علاقہ دنیا کے متشدد ترین علاقوں میں سے ایک ہے۔ رپورٹ میں الزام لگایا گیا ہے کہ ڈیتھ سکواڈ پولیس والوں، سابقہ پولیس والوں اور جرائم پیشہ افراد پر مشتمل ہے۔

(جنگ ۲۷ مئی ۱۹۸۷ء صٹ)

۱۶۔ ٹریفک حادثات

پاکستان میں سرکاری ذرائع کے مطابق ۱۹۸۶ء میں کل ۶۱۱۶ ٹریفک حادثات پیش آئے۔ جن میں ۲۲۱۵ ایسے تھے جن میں اموات واقع ہوئیں جبکہ ۳۹۰۱ حادثات میں اموات واقع نہیں ہوئیں۔ اس کے مقابلہ میں ۱۹۸۵ء میں بالترتیب ۲۱۲۲ اور ۳۶۰۷ حادثات یعنی کل ۵۷۲۹ حادثات پیش آئے۔

(جنگ ۲۴ مئی ۱۹۸۷ء صلہ)

۱۷۔ حادثات کی روک تھام کے ماہرین کے مطابق بھارت میں ہر سال ۴۰ ہزار افراد سڑک کے حادثات میں ہلاک ہو جاتے ہیں۔ جو کہ دنیا بھر میں حادثات میں ہلاک ہونے والوں کی سب سے اونچی شرح ہے۔ ماہرین کے مطابق مہلک حادثات کی شرح ۶ فیصد ہے جبکہ بھارت میں ڈرائیوروں کی تعداد دنیا کی کل تعداد کا ایک فیصد ہے۔ ایک حالیہ سروے کے مطابق ۹۰ فیصد بس ڈرائیوروں کی نظر کمزور ہے۔ جبکہ کوئی ڈرائیور عینک استعمال نہیں کرتا۔

(جنگ ۲۶ مئی ۱۹۸۷ء ص ۱)

۱۸۔ واشنگ مشین

جاپان میں ایک کمپنی نے ایسی واشنگ مشین تیار کی ہے جس میں کسی قسم کا صابن ڈالنے کی ضرورت نہیں۔ کمپنی نے دعویٰ کیا ہے کہ یہ مشین روایتی واشنگ مشینوں کی نسبت کپڑوں کی کہیں بہتر صفائی کرتی ہے۔ خیال ہے کہ اس مشین کی قیمت ۸۰۷ امریکی ڈالر ہوگی جو کہ روایتی واشنگ مشینوں کی قیمت ۱۷۸ ڈالر سے بہت زیادہ ہے۔

(جنگ ۲۷ مئی ۱۹۸۷ء ص ۱)

۱۹۔ قاتل روبوٹس

جاپان میں صنعتی پیداوار بڑھانے کے لئے تیار کئے جانے والے روبوٹس قاتل بن گئے ہیں۔ اور ایک رپورٹ کے مطابق ان کا ذوقِ خونخواری بڑھتا جا رہا ہے۔ جاپانی وزارت محنت کی رپورٹ کے مطابق روبوٹس کسی وجہ کے بغیر مشتعل ہو گئے اور کم از کم چھ مواقع پر انہوں نے انسانوں کو ہلاک کر ڈالا۔ قتل کی یہ وارداتیں روبوٹس نے اپنے آہنی بازوؤں میں بھینچ بھینچ کر کیں۔ خیال کیا جا رہا ہے کہ روبوٹس الیکٹرو میگنٹ لہروں کی خرابی کی وجہ سے قاتل بن رہے ہیں۔ وزارتِ محنت اس سارے معاملہ کی تحقیقات کر رہی ہے۔ یاد رہے کہ جاپان میں ۹۰ ہزار روبوٹس فیکٹریوں میں کام کر رہے ہیں۔ جبکہ ایک نئی کھیپ سمارٹ روبوٹس کے نام سے ابھی لائی جا رہی ہے۔

۲۰۔ دانتوں کی فلنگ

سویڈن کے دندان سازوں نے حاملہ عورتوں کو تنبیہہ کی ہے کہ حمل کے دوران دانتوں کی فلنگ سے ان کے بچے پر بُرا اثر پڑ سکتا ہے۔ کیونکہ اس فلنگ میں پارہ موجود ہوتا ہے جو کہ زہر آلود ہوتا ہے۔

۲۱۔ کریم سازوں کے دعوے غلط ہیں

امریکی حکومت کے ادارے امریکن فوڈ اینڈ ڈرگ ایڈ منسٹریشن نے فیصلہ کیا ہے کہ ہمیشہ جوان اور تر و تازہ رکھنے والی کریموں کے دعوے غلط ہیں۔ ادارے کے فیصلے کے مطابق یہ نعرے غلط ہیں کہ فلاں کریم کے استعمال سے چہرے پر جھریاں نہیں پڑتیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان کریموں کے استعمال سے نقصان ہوتا ہے اور چہرے کی جلد خراب ہو جاتی ہے۔

۲۲۔ سونے کا ذخیرہ

سعودی عرب میں ماہرین ارضیات نے

ریاض کے جنوب مغرب میں سونے کا سب سے بڑا ذخیرہ دریافت کیا ہے۔ توقع ہے کہ ذخائر کو ترقی دینے کے بعد وہاں سے سالانہ ۲ سے ۳ ٹن سونا حاصل ہو سکے گا۔ (جنگ ۲۵ مئی ۱۹۸۷ء)

۲۳۔ مزدور کی چاندی

حیدرآباد کے علاقے صدر میں ایک دکان کی تعمیر کے لئے کھدائی کے دوران ایک مزدور کو پیتل کا بکس ملا جس میں چاندی کی پلیٹیں رکھی ہوئی تھیں۔ جس وقت بکس نکالا جا رہا تھا لوگ بڑی تعداد میں وہاں جمع ہو گئے۔ لیکن پلاٹ کے مالک نے فوری طور پر بکس کو کسی اور جگہ منتقل کر دیا۔ بعد میں اس مزدور کے مطالبہ پر مالک نے بکس اس کے حوالے کر دیا۔ ایک اندازے کے مطابق ملنے والی چاندی کی مالیت ایک لاکھ روپیہ ہے۔

(جنگ ۲۱ مئی ۱۹۸۷ء ص)

۲۴۔ قدیم شہر کے آثار

بھارتی محکمہ آثار قدیمہ کے ماہرین کو صوبے مدھیہ پردیش میں ایک دریا کے نزدیک چھٹی صدی قبل از مسیح دور کے ایک شہر کے آثار ملے ہیں۔

(جنگ ۲۵ مئی ۱۹۸۷ء ص)

خالد خدام کا اپنا رسالہ ہے اس کی اشاعت بڑھانا خدام کا فرض ہے۔

(مینیجر ماہنامہ خالد۔ ربوہ)

خریداران کی خدمت میں درخواست ہے کہ اپنا چندہ خریداری بھجوا کر ممنون فرمائیں۔ (مینیجر تشحیذ الاذہان ربوہ)

اخبارِ مجالس

آگے قدم بڑھائے جا

جلسہ ہائے مصلح موعود

تاریخ	مجالس	حاضری
۲۰-۲-۸۷	نصیر آباد	۱۰
۲۰-۲-۸۷	لاڑکانہ	۲۵
۲۰-۲-۸۷	گوٹھ چوہدری علی محمد	۳۵
۲۱-۲-۸۷	مسن باڑہ	۴۹
۲۲-۲-۸۷	گورگیج	۲۱
۲۷-۲-۸۷	وارہ۔ انور آباد	۲۲
۲۷-۲-۸۷	کھنڈو	۸

وقارِ عمل

● ۲۴ اپریل کو مجلس سوسائٹی کراچی نے دارالصدر میں وقارعمل کیا جو صبح ۶½ بجے سے ۹½ بجے تک جاری رہا۔ ۲۶ فیصد خدام نے حصہ لیا۔ مندرجہ ذیل جگہوں کی صفائی و مرمت کی گئی :-

دفتر مجلس۔ دفتر ضلع۔ لان۔ کمرہ نماز و ملحقہ کمرہ۔ کار پارکنگ کی صفائی اور ہمواری۔

● مجلس مغلپورہ لاہور نے وقارِ عمل کے ذریعہ عیدالفطر کے انتظامات کو بہتر بنایا۔ شامیانے اور دریاں مہیا کی گئیں۔ ٹھنڈے پانی کا انتظام کیا گیا۔ راستہ بتانے اور حفاظت کے لیئے خدام مقرر کیئے گئے۔ عیدالفطر کے بعد بھی متعلقہ جگہ پر ۲ گھنٹے وقارِ عمل کیا گیا۔

خدمتِ خلق

● مجلس واہ کینٹ کے زیر اہتمام جون ۱۹۸۷ء میں بلڈ بینک قائم کیا گیا ۱۰ خدام کا بلڈ گروپ معلوم کیا گیا۔

عیدالفطر پر ۱۰ غرباء کو تحائف پیش کیئے گئے۔ عید سے قبل ۴۵۰/- روپے نقد مستحقین میں تقسیم کیئے گئے۔ یہ سب غیر از جماعت احباب تھے۔

صحتِ جسمانی

● ایوانِ محمود سپورٹس کلب ربوہ کے ممبران نے ڈسٹرکٹ جھنگ ٹیبل ٹینس ٹورنامنٹ میں حصہ لیا۔ جو ۲۷ فروری تا ۳ مارچ ۱۹۸۷ء جھنگ میں منعقد ہوا۔ مکرم رضوان احمد ہارون صاحب نے سنگل اور مکرم رضوان احمد ہارون اور طاہر احمد پرواز ی نے ڈبل کی چیمپئین شپ جیت لی۔

(صدر ایوانِ محمود سپورٹس کلب)

● مجلس سانگلہ ہل نے ۳۱ مئی کو بیک دن ٹورنامنٹ

منعقد کرایا جس میں حلقہ کی ۳ مجالس شریک ہوئیں۔ شریک خدام و اطفال کی تعداد ایک سو کے لگ بھگ تھی۔ مندرجہ ذیل مقابلہ جات ہوئے۔ ۱۰ کلومیٹر سائیکل ریس۔ کلائی پکڑنا۔ پیراکی اور بیت بازی۔

اجتماعات

● ۲۹، ۳۰ جنوری ۱۹۸۷ء • پشاور

حاضری : ۴۲۵

افتتاح : مکرم امیر صاحب صوبہ سرحد

اختتامی خطاب : مکرم محترم محمود احمد صاحب شاہد صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔

● ۲۸ نومبر ۱۹۸۶ء۔ قیادت فیکٹری ایریا لاہور بمقام ہرن مینار قلعہ شیخوپورہ۔

حاضری : ۴۶

ورزشی مقابلہ جات اور کلوا جمیعًا کا پروگرام بھی ہوا۔

مجلس صدر کراچی

۵ رفروری ۱۹۸۷ء کو قائد صاحب ضلع کراچی نے مجلس ہذا کے دفتر کا افتتاح فرمایا۔

۲۷ رفروری کو ایک یتیم اور بے سہارا لڑکی کی شادی پر ۵۶۳۴ روپے خرچ کیئے گئے۔

۲۷ رفروری کو ہی جناح ہسپتال اور سول ہسپتال کے ۶۸ بیمار افراد میں ۵۰۰ روپے کے پھل تقسیم کیئے گئے۔

۵ رمارچ کو ایک شاندار وقار عمل کیا گیا جسمیں دفتر کی مرمت، صفائی اور رنگ و روغن کیا گیا۔

قرارداد ہائے تعزیت

● حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کی وفات پر ہمیں مندرجہ ذیل جماعتوں سے تعزیتی قراردادیں موصول ہوئی ہیں:۔

جماعت احمدیہ حلقہ النور کراچی۔ جماعت احمدیہ جہلم۔ جماعت احمدیہ ڈیرہ غازی خان خدام الاحمدیہ ضلع پشاور۔ خدام الاحمدیہ ضلع فیصل آباد۔ خدام الاحمدیہ صوبہ سرحد۔ خدام الاحمدیہ عزیز آباد کراچی۔ جماعت احمدیہ ضلع نواب شاہ۔ خدام الاحمدیہ سلطان پورہ لاہور۔

● محترم سلمان الحق صاحب قائد مجلس کوئٹہ اور مکرم مسعود احمد صاحب کوئٹہ کی المناک وفات پر مجلس خدام الاحمدیہ سبی نے تعزیتی قرارداد پاس کی جس میں مرحومین کے اخلاق حسنہ کا تذکرہ کر کے اللہ تعالیٰ سے ان کی مغفرت کی دعا کی گئی۔

"رؤیا کا بھی ایک عجیب عالم ہوتا ہے جن باتوں کا نام و نشان نہیں ہوتا وہ وجود میں لائی جاتی ہیں معدوم کا موجود اور موجود کا معدوم دکھایا جاتا ہے اور عجیب عجیب قسم کے تغیرات ہوتے ہیں۔" (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۴۲۷-۴۲۸)

طب و صحت

نسخہ برائے دردِ سر ہر قسم

(محترم حکیم نذیر احمد صاحب مظہر ایم اے۔ لاہور)

خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ نسخہ بلا مبالغہ بارہا مرتبہ میرے تجربہ میں مفید ثابت ہو چکا ہے۔ درد خواہ نزلہ زکام کی وجہ سے ہو یا تبخیر معدہ کی وجہ سے، دردِ شقیقہ ہو یا دردِ عصابہ، نیا یا برسوں پرانا، بفضلہ تعالیٰ ٹھیک ہو جاتا ہے۔

یہ نسخہ تیار کرنے میں نہایت آسان، سستا، خوش ذائقہ اور بے ضرر ہے۔

اجزائے نسخہ

۱۔ کشنیز خشک　　۵۰ گرام
۲۔ فلفل گرد　　۵ گرام
۳۔ چینی　　۵۰ گرام

ترکیب تیاری: تمام اجزاء کو باریک پیس کر ملا لیں۔

مقدار خوراک: بالغوں کے لیئے دو تا چار چمچ چائے والے صبح دوپہر شام۔
بچّوں کو حسبِ عمر دیں۔

ترکیب استعمال: گرم مزاج تازہ یا ٹھنڈے پانی کے ہمراہ استعمال کریں جبکہ سرد مزاج چائے یا نیم گرم دودھ کے ساتھ۔

پرھیز: پُرخوری۔ تیز نمک مرچ۔ ترش اور بادی اشیاء۔

ضروری ھدایت: مکمل افاقہ کے لیئے (بالغ مریض کو) درج کردہ پورا نسخہ استعمال کرنا ضروری ہے۔

آخری صفحہ

مُجیبُ الدَّعوات

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ عہدِ نبویؐ میں ایک دفعہ قحط پڑا۔ انہی ایّام میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ منبر پر بیان کر رہے تھے کہ ایک اعرابی اُٹھا۔ اس نے کہا اے اللہ کے رسول! مال تباہ ہو گیا اور عیال بھوک سے نڈھال ہیں۔ ہمارے لیئے دُعا کیجئے۔ حضورؐ نے دونوں ہاتھ دُعا کے لیئے اُٹھائے۔ اُس وقت آسمان پر کوئی بادل نہ تھا۔ اللہ کی قسم کہ ابھی حضورؐ نے ہاتھ نیچے بھی نہ کئے تھے کہ پہاڑوں جیسے بادل جمع ہو گئے۔ پھر حضورؐ ابھی منبر سے نہ اُترے تھے کہ حضورؐ کی ریشِ مبارک پر قطراتِ بارش نظر آنے لگے۔ اُس روز سارا دن بادل برستا رہا۔ پھر اگلے دن بھی۔ غرض دوسرے جمعہ تک یہی حال رہا اور پھر وہی اعرابی حضورؐ کے سامنے کھڑا ہوا اور کہا۔ اے اللہ کے رسول! اب تو مکانات گرنے لگے۔ نبی صلعم نے ہاتھ اُٹھا کر یہ لفظ کہے۔ اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا لَا عَلَیْنَا۔ الٰہی! گرد و نواح میں برسے ہم پر نہ برسے۔ پھر حضورؐ جدھر کے بادلوں کی طرف اشارہ فرما دیتے تھے وہ پھٹ جاتے تھے۔ حتّٰی کہ مدینہ صاف نکھر گیا اور شہر سے باہر جل تھل کا منظر ہو گیا۔

(بخاری۔ کتاب الجمعہ باب الاستسقاء فی الخطبۃ یوم الجمعۃ)

Monthly KHALID RABWAH
Regd. No. L5830
JULY 1987